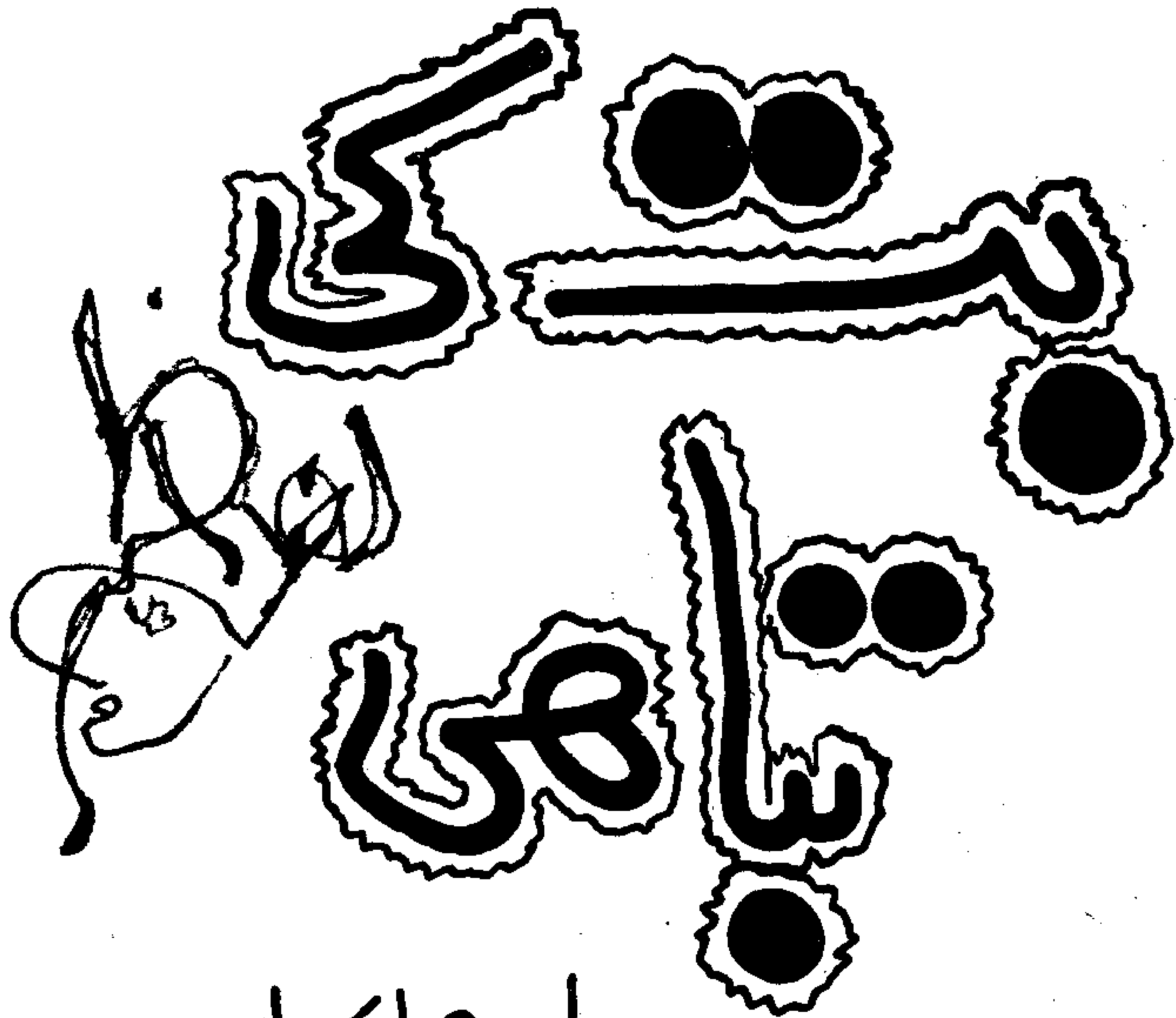


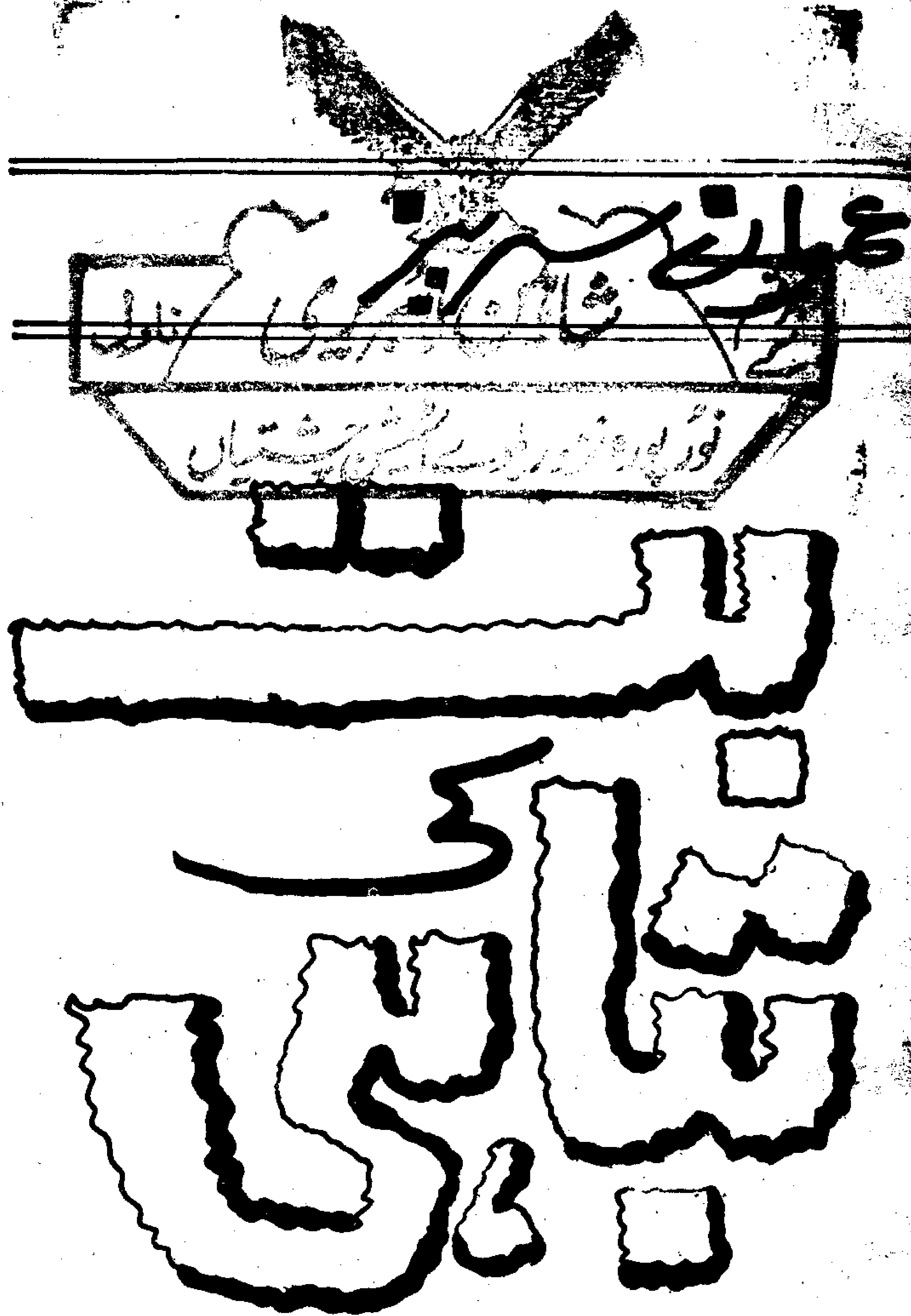
عمران سیریز
اظہر کلیم
تباہی

عمران سیریز



مظہر کلیم ایم اے

حصّہ دوم



ناشر ——— محمد شماالجہان
پرنٹر ——— زاہد بشیر پرنٹرز
قیمت ——— ۱۵/- روپے

روبی پبلیکیشنز اردو بازار لاہور

سر سلطان کی شاندار کار رینگتی ہوئی کوٹھی سے با
آئی۔ اور دائیں طرف ٹرن لے کر دوڑنے لگی۔

سر سلطان پچھلی سیٹ پر دراز تھے۔ جب کہ ایک باوردی ڈر
کار ڈرائیور کر رہا تھا۔ کار کی رفتار زیادہ تیز نہ تھی۔ درمیانی رفتار
وہ وزارت خارجہ کی عمارت کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑ رہی
سر سلطان کا سر صوفے کی پشت سے ٹکا ہوا تھا۔ آنکھیں بند تھیں۔
کشادہ پیشانی پر پڑی شکنیں اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ کسی گ
سوچ میں مستغرق ہیں۔

اور شاید یہی وجہ تھی کہ ان کو احساس تک نہ ہوا کہ کار کس سم
دوڑ رہی ہے۔

کار دوڑتی رہی اور وہ سوچ کی عمیق گہرائی میں ڈوبے
رہے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد کار ایک سنسان سڑک پر آ گئی
ایک یا دو فرلانگ کا راستہ طے کرنے کے بعد وہ کچے میں اتر گئی۔
سر سلطان کی پوزیشن میں ابھی تک کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ م
جب کبھی اور ناہموار جگہ پر کار کے دوڑنے سے جھٹکے لگنے لگے تو سر

نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

چند لمحے تک کھڑکی سے باہر راستے کا جائزہ لیتے
رہے اور پھر انجان راستہ دیکھ کر وہ بُری طرح اچھل پڑے آنکھوں
الجھنیں تیرنے لگیں۔

وہ چونک کر ڈرائیور کو دیکھنے لگے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ
کار ٹرن لے کر ایک بوسیدہ عمارت کے سامنے رُک گئی۔ اس
انجن بند ہوا پھر ڈرائیور چابی نکال کر باہر آ گیا۔ اس کا ایک ہاتھ
ون کی جیب میں تھا۔

"یہ ۔۔۔ یہ تم کہاں آ گئے ڈرائیور؟"
سر سلطان نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"ڈرائیور ۔۔۔ کون ڈرائیور؟ سیکرٹری صاحب تمہارا ڈرائیور تو اس
ہوش میں آنے کی گھڑیاں گن رہا ہے۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا ہا"
ڈرائیور نے یہ کہہ کر قہقہہ لگایا۔ اور سر سلطان کے چہرے پر بوکھلاہٹ
کرنے لگی۔ وہ حیرت سے ڈرائیور کو دیکھ رہے تھے۔

"کہ ۔۔۔ کہ ۔۔۔ کیا مطلب؟"
سر سلطان نے گھبراتے ہوئے پوچھا

"نیچے اتر آؤ سر سلطان صاحب"

"مگر ۔۔۔ کیوں"
سر سلطان نے پوچھا۔

"کہیں مجھے تشدد نہ کرنا پڑے شرافت سے اتر آؤ"
ڈرائیور نے کہا۔

"تم مجھے ... جانتے ہو؟"

"ہاں۔ اب اتر آؤ۔" ڈرائیور نے سرد لہجے میں کہا۔ سر سلطان دروازہ کھول کر نیچے اتر آئے۔ ڈرائیور نے جیب سے ریوالور نکال کر سر سلطان کی پشت سے لگا دیا۔ اور ان کو بوسیدہ عمارت میں داخل ہونے کا حکم دیا۔

بوسیدہ عمارت باہر سے موہنجوڈارو کے کھنڈرات کو شرما رہی تھی۔ اس کی دیواریں اس قدر شکستہ تھیں ہر لمحہ ان کے گرنے کا اندیشہ تھا۔ مگر نہ جانے وہ کس طرح کھڑی ہوئی تھیں۔

سر سلطان اندر داخل ہو گئے۔ ان کے پیچھے ڈرائیور آیا اندر مکڑی کے جالے بڑے بڑے دیواروں پر بنے ہوئے تھے۔ مٹی کی دبیز تہیں فرش اور دیواروں پر جمی ہوئیں تھیں۔ سر سلطان آگے بڑھتے رہے۔

اس عمارت میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صرف ان کے قدموں کی آوازیں اس خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔

ایک دروازے کے سامنے پہنچ کر سر سلطان رک گئے۔ ان کی آنکھوں میں الجھنیں تیرنے لگیں۔ مگر وہ کیا کر سکتے تھے۔

دروازے سے اندر داخل ہو کر وہ ایک کمرے میں آ گئے۔ وہاں کرسیاں ——— ایک طرف پڑی تھیں۔ ان پر دو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ شکل و صورت سے وہ غیر ملکی معلوم دے رہے تھے۔

ہو سکتا تھا ڈرائیور بھی غیر ملکی نظر آتا اگر اس کے چہرے پر میک اپ نہ

ہوتا۔

ایک طرف رکھی ہوئی میز پر لیمپ روشن تھا۔ جس کی روشنی کمرے کی تاریکی کو دور کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ کمرے کی حالت بھی دوسری جگہوں سے مختلف نہ تھی۔ سر سلطان کو دیکھ کر وہ دونوں نوجوان مسکرائے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آئیے آئیے سیکرٹری صاحب کو۔"

ان دونوں میں سے ایک نے کہا۔

"ہاں۔"

ڈرائیور نے مختصر سا جواب دیا۔

"تم چاہتے کیا ہو؟"

سر سلطان نے پوچھا۔

"خاموشی سے کرسی پر بیٹھ جاؤ۔"

غیر ملکی نے سر سلطان کا جملہ نظر انداز کر کے کہا۔ سر سلطان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ خاموشی سے اُن کے ہر حکم کی تعمیل کریں۔ مگر اُنھوں نے یہ سوچ لیا تھا کہ اگر اُنھوں نے کوئی ایسی ویسی بات پوچھی جس سے ملک کی سالمیت کو ٹھیس پہنچے، تو وہ ہرگز جواب نہ دیں گے چاہے وہ ان کے ساتھ کچھ بھی سلوک کریں۔ ظاہر ہے ان کو یہاں لانے کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ان سے قومی راز معلوم کیے جائیں۔

سر سلطان خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور سوالیہ انداز میں ان کو دیکھنے لگے۔

ایک غیر ملکی (جو سب سے ممتاز نظر آ رہا تھا۔) دوسری کرسی
گھسیٹ کر سر سلطان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"تم یہ جاننے کے لیے بے چین ہو گے کہ ہم تم کو یہاں کیوں لا
ہیں"۔

غیر ملکی سوالیہ انداز میں سر سلطان کو گھورتے ہوئے بو

"ہاں - یہ تو ظاہر سی بات ہے"

" سر سلطان اپنے آپ کو پرسکون ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے
تھے جس میں وہ ایک حد تک کامیاب بھی رہے۔

"ہم تمھارے ساتھ بُرا سلوک کر سکتے ہیں اور اچھا بھی۔ ب
اس صورت میں جب تم ہمارے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کرو گے
اور اچھا اس صورت ......"

" بس بس زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں صرف کام کی بات کرو
مگر ایک بات یاد رکھنا تم بہت بڑے جرم کا ارتکاب کر رہے ہو - اگر
ہاتھ لگ گئے تو پھانسی پر چڑھ جاؤ گے"

آخری جملہ کہتے ہوئے ان کے
لہجے میں غراہٹ پیدا ہوگئی۔ ان کا جملہ ختم ہوتے ہی کمرے کے د
سوالات کرنے والے کے قہقہے سے لرزنے لگے۔ باقی دونوں
خاموش تھے۔

"دھمکی دے رہے ہو؟

اس نے قہقہہ روک کر زہر خند لہجے میں کہا۔

"نہیں تنبیہہ کر رہا ہوں کہ تم اپنے جرم سے باز آجاؤ"

" سر سلطان بولے۔

"تم میرے سوالات کا جواب دو گے یا نہیں۔

غیر ملکی نے سر سلطان کا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے کہا سر سلطان
اسے گھورنے لگے۔

کون سے سوالات - ؟" یہ سمجھ لو کہ تم مجھ سے ملک کا کوئی راز معلوم
نہ کر سکو گے۔ اس کے علاوہ تم جو چاہو معلوم کر سکتے ہو"

"بکواس مت کرو۔ انکار کی صورت میں ہم سے اچھے برتاؤ کی
توقع مت رکھنا۔ ہم بھی اپنے ملک کے لیے کام کرنے کے لیے نکلے ہیں
اور جس کے لیے تم اپنے ملک کی سالمیت کے لیے ہر رقبے کو بھول جاتے
ہو - وہی ہم کرتے ہیں"

غیر ملکی نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔ سر سلطان نے کوئی
جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہے۔ ان کا ذہن تیزی سے کام کرنے میں
مصروف تھا۔

"بولو اذیت برداشت کرنے کی قوت رکھتے ہو"

غیر ملکی نے کہا۔

"میں نوجوان سے زیادہ قوت رکھتا ہوں"

"مگر مجھے یوں لگتا ہے۔ تمھارے یہ بوڑھے اعضا زیادہ دیر تک
برداشت نہ کر سکیں گے"

غیر ملکی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ڈرائیور کو
کچھ اشارہ کیا۔ اور وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

چند منٹ بعد جب وہ لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک انگیٹھی کے علاوہ

دو سلاخیں بھی دبی ہوئی تھیں۔ اس نے انگیٹھی کمرے میں رکھ کر
کیا کیا انگیٹھی کے تار سُرخ ہوتے چلے گئے۔ شاید وہ بیٹری سے
تھی۔

ان کے سُرخ ہوتے ہی ڈرائیور نے دونوں سلاخیں اس پر رکھ
اٹھ کھڑا ہوا۔ غیر ملکی نے معنی خیز انداز میں سر سلطان کو دیکھا۔
طان لاپرواہ نظر آ رہے تھے۔

یہ سلاخیں سُرخ کر کے تمہارے بدن میں اتار دی جائیں گی۔
ت میں تم کو ماروں گا نہیں۔ بلکہ مار مار کر زندہ کیا جائے گا۔
یں دی جائیں گی۔ صرف اس وقت تک جب تک تم اس،
ے بارے میں نہیں بتاؤ گے۔ جو کل تمہارے صدر نے کی تھی
میں اس ایکسٹو نے بھی شرکت کی تھی۔ میں صرف اس کی تفصیل
ں"

یر ملکی نے کہا اور سر سلطان چونک پڑے ان کو وہ فوجی۔
سے عمران نے گرفتار کیا تھا۔ اس کا خیال ذہن میں آتے ہی ان
ے پر بھیانک مسکراہٹ رینگ گئی۔

تم مجھ سے کچھ بھی نہ معلوم کر سکو گے میں تم کو ایک لفظ بھی نہ
ا۔ سمجھے۔ سر سلطان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

شٹ اپ ابھی معلوم ہو جاتا ہے میں دیکھتا ہوں تم کب تک
ت کرو گے۔"

غیر ملکی دھاڑا۔ اس نے انگیٹھی کے اوپر رکھی ہوئی سلاخیں۔
ں وہ اب آگے کی جانب سے سُرخ ہو چکی تھیں۔ دوسرے سرے

پر لکڑی کے دستے لگے ہوئے تھے۔ سلاخوں کے سُرخ حصے کو وہ آہستہ آہستہ سر سلطان کی آنکھوں کے قریب بڑھانے لگا۔ اس کے تیور بڑے خطرناک نظر آ رہے تھے۔



عمران کی وائٹ مرسیڈیز چکنی سڑک پر پھیلتی ہوئی تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی وزارت خارجہ کی عمارت کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

عمران کے چہرے پر میک اپ تھا جس کی وجہ سے چہرہ سپاٹ نظر آ رہا تھا۔

ایکسٹو کی حیثیت سے صدر کی میٹنگ میں شرکت کرنے کے بعد سیدھا دانش منزل گیا تھا۔ پھر لباس تبدیل کر کے میک اپ کیا۔ اور بلیک زیرو سے آدھے گھنٹے تک بحث کرتا رہا۔ زیر بحث مجرم ہی تھے۔ آدھے گھنٹے بعد وہ اپنے فلیٹ پر گیا مگر فلیٹ کے اندر جانے کے لیے اس نے عقبی دروازہ ہی استعمال کیا تھا۔

اندر پہنچ کر اس نے تھوڑی دیر سلیمان کے ساتھ سر کھپایا

پھر اس کو چند ضروری ہدایات دے کر سر سلطان کے آفس کی طرف چل دیا۔ کیوں کہ سلیمان نے اسے بتایا تھا کہ سر سلطان کا فون آیا تھا۔ اور کہا تھا کہ عمران کو آفس بھیج دینا۔

لوہے کی دو سلاخیں بھی دبی ہوئی تھیں۔ اس نے انگیٹھی کمرے میں رکھ کر نجانے کیا کیا کہ انگیٹھی کے تار سُرخ ہوتے چلے گئے۔ شاید وہ بیٹری سے کام کرتی تھی۔

ان کے سُرخ ہوتے ہی ڈرائیور نے دونوں سلاخیں اس پر رکھ دیں اور اٹھ کھڑا ہوا۔ غیر ملکی نے معنی خیز انداز میں سر سلطان کو دیکھا۔ مگر سر سلطان لاپرواہ نظر آ رہے تھے۔

"یہ سلاخیں سُرخ کر کے تمھارے بدن میں اتار دی جائیں گی۔ چونکو مت میں تم کو ماروں گا نہیں۔ بلکہ مار مار کر زندہ کیا جائے گا۔ اور اذیتیں دی جائیں گی۔ صرف اس وقت تک جب تک تم اس، میٹنگ کے بارے میں نہیں بتاؤ گے۔ جو کل تمھارے صدر نے کی تھی اور اس میں اس ایکسٹو نے بھی شرکت کی تھی۔ میں صرف اس کی تفصیل چاہتا ہوں"

غیر ملکی نے کہا اور سر سلطان چونک پڑے ان کو وہ فوجی۔ یاد آگیا جسے عمران نے گرفتار کیا تھا۔ اس کا خیال ذہن میں آتے ہی ان کے چہرے پر بھیانک مسکراہٹ رینگ گئی۔

"تم مجھ سے کچھ بھی نہ معلوم کر سکو گے میں تم کو ایک لفظ بھی نہ بتاؤں گا۔ سمجھے۔" سر سلطان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"وشٹ اپ ابھی معلوم ہو جاتا ہے میں دیکھتا ہوں تم کب تک برداشت کرو گے"

غیر ملکی دھاڑا۔ اس نے انگیٹھی کے اوپر رکھی ہوئی سلاخیں۔ اٹھائیں وہ اب آگ کی جانب سے سُرخ ہو چکی تھیں۔ دوسرے سرے

پر لکڑی کے دستے لگے ہوئے تھے۔ سلاخوں کے سُرخ حصے کو وہ آہستہ آہستہ سر سلطان کی آنکھوں کے قریب بڑھانے لگا۔ اس کے تیور بڑے خطرناک نظر آ رہے تھے۔

⁝

عمران کی وہائٹ مرسیڈیز چکنی سڑک پر پھیلتی ہوئی تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی وزارت خارجہ کی عمارت کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

عمران کے چہرے پر میک اپ تھا جس کی وجہ سے چہرہ سپاٹ نظر آ رہا تھا۔

ایکسٹو کی حیثیت سے صدر کی میٹنگ میں شرکت کرنے کے بعد سیدھا دانش منزل گیا تھا۔ پھر لباس تبدیل کر کے میک اپ کیا۔ اور بلیک زیرو سے آدھے گھنٹے تک بحث کرتا رہا۔ زیر بحث مجرم ہی تھے۔ آدھے گھنٹے بعد وہ اپنے فلیٹ پر گیا مگر فلیٹ کے اندر جانے کے لیے اس نے عقبی دروازہ ہی استعمال کیا تھا۔

اندر پہنچ کر اس نے تھوڑی دیر سلیمان کے ساتھ سر کھپایا

پھر اس کو چند ضروری ہدایات دے کر سر سلطان کے آفس کی طرف چل دیا۔ کیوں کہ سلیمان نے اسے بتایا تھا کہ سر سلطان کا فون آیا تھا۔ اور کہا تھا کہ عمران کو آفس بھیج دینا۔

نتیجتاً عمران وزارت خارجہ کی طرف کار دوڑا رہا تھا۔ رفتار بتانے والی سوئیاں ۶۰-۷۰ کے ہندسوں کے درمیان رقص کر رہی تھیں۔ عمران اپنے تعاقب کو بھی چیک کرتا جا رہا تھا۔ پندرہ منٹ بعد اس کی کار وزارت خارجہ کی عمارت کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ عمران ابھی کار کا انجن بند کر کے اُترنے کے لیے سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک خوبصورت سی کار ہلکے سے زوں کی آواز پیدا کرتی ہوئی عمران کے قریب سے گزر گئی۔

عمران کی نظر ایک لمحے کے لیے کار میں بیٹھے ہوئے سر سلطان پر پڑی۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کے دماغ میں دھماکہ ہوا۔ سر سلطان کی کار اوصولاً وزارتِ داخلہ کی عمارت میں داخل ہونی چاہیئے تھی۔

مگر ہوا اس کے برعکس کار آگے کی طرف نکلتی چلی گئی۔ اور یہی بات عمران کو شک میں ڈال گئی۔ سر سلطان ادھر کیوں نہ آتے؟ کار کیوں سیدھی نکلتی چلی گئی۔ جب کہ وہ سڑک سیدھی فرید پور جاتی تھی۔ اور راستے میں کوئی آبادی نہ تھی۔

عمران نے سوچا۔ اس کا ذہن طوفانی رفتار سے سوچنے میں مصروف تھا اچانک لفظ "خطرہ" بجلی کی سرعت کے ساتھ اس کے دماغ میں رینگ گیا۔

"تو کیا سر سلطان خطرے میں ہے؟"

عمران بڑبڑایا۔

اس کی چھٹی حس کسی نامعلوم خطرے کی طرف اشارہ کرنے لگی پھر پلک جھپکنے کی دیر میں عمران نے انجن جگایا۔

اور اس کی مرسڈیز ایک جھٹکے سے آگے بڑھ کر سڑک پر ٹرن ہوئی پھر سیدھی ہو کر سر سلطان کی کار کے تعاقب میں دوڑنے لگی۔

سر سلطان کے کار کی رفتار زیادہ تیز نہ تھی۔ عمران نے جلد ہی ان کی کار کو جا لیا۔ اور مناسب فاصلہ دے کر تعاقب کرنے لگا۔ سر سلطان اگر فرید پور کی طرف اپنی مرضی سے جا رہے ہیں تو کیوں ——؟ آخر ان کو کیا کام ہے ——؟

اگر کام ہوتا تو سلیمان کو اُنھوں نے فون پر کیوں کہا تھا کہ عمران کو صبح آفس بھیج دینا۔ اگر ان کو فرید پور کی طرف جانا ہی تھا تو مجھے نہ بلاتے۔

یقیناً وہ اپنی مرضی سے نہیں جا رہے ہیں۔

عمران سوچتا رہا۔

اس کا ذہن الجھتا رہا۔

تعاقب ہوتا رہا۔

پھر اچانک ہی سر سلطان کی کار دائیں طرف کچے میں دوڑنے لگی۔ اب عمران کا شبہ یقین میں بدل گیا۔ کہ سر سلطان خطرے میں ہیں۔

ذرا سی دیر بعد عمران نے بھی اسی جگہ پہنچ کر اپنی کار کچے میں اتار دی جس طرف سر سلطان کی کار گئی تھی۔

مگر کچے میں کار زیادہ دیر تک نہ دوڑی۔ تقریباً دو منٹ بعد گلی کا ایک ٹرن لے کر مڑ گئی اور رک گئی۔

عمران پیچھے ہی اپنی کار روک چکا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے دیکھا سر سلطان گھبرائے ہوئے کار سے باہر نکلے۔ اُنھوں نے ڈرائیور سے کچھ کہا۔

اور ڈرائیور نے قہقہہ لگایا۔ پھر وہ سر سلطان کو ریوالور کے زد پر عمارت کے اندر لے گیا۔

ان کے اندر جاتے ہی عمران تین منٹ بعد دوڑتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں سر سلطان کی کار کھڑی تھی۔

اس کے قریب ہی ایک بوسیدہ سی عمارت تھی۔

عمران نے محتاط طریقے سے اندر جھانکا۔ اور مٹی کے دبیز تہوں میں اسے قدموں کے نشانات نظر آئے۔

وہ محتاط طریقے سے اندر داخل ہوگئے۔ اندر داخل ہو کر وہ نشانات کی مدد سے آگے چلتا رہا۔ اور ایک جگہ پہنچ کر نشانات ختم ہوگئے۔

عمران نے اپنے سامنے ایک دروازے کو پایا۔ قدموں کے نشانات ختم ہونے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے وہ اندر گئے ہیں۔

عمران نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس میں بے آواز ریوالور دبا ہوا تھا۔

اس نے دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔ پھر عمران کو . . . . . . اندر داخل ہونے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔"

وہ دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا۔

اس لیے کسی کو اس کی آمد کا احساس تک نہ ہو سکا۔

عمران نے کمرے میں دیکھا وہ تعداد میں تین آدمی تھے ایک کے ہاتھوں میں لوہے کی دو سلاخیں تھی۔

جو وہ سر سلطان کی آنکھوں کے قریب بڑھا رہا تھا۔ جب کہ باقی دونوں خاموش تھے۔

ان کی پشت عمران کی طرف تھی اور سر سلطان کا منہ عمران کی طرف تھا۔ مگر ان کے آگے وہ سلاخ والا کھڑا تھا اس لیے وہ بھی عمران کو دیکھنے سے قاصر تھے۔

کمرے میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی پھر سانسوں کی آوازیں کمرے میں سرسراہٹ پیدا کر رہی تھیں۔

ایسے میں عمران کی آواز بم کے دھماکے کی طرح گونجی۔ اب عمران کمرے کے وسط میں تھا۔

"ٹھہرو"

"عمران کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

اور اس کی آواز سن کر تینوں اس طرح اچھلے جیسے ان تینوں کو الیکٹرک شاٹ لگا ہو۔

اور اسی وقت عمران کے ریوالور نے شعلہ اگلا۔ ڈز کی آواز کے ساتھ غیر ملکی کے ہاتھ سے سلاخ چھوٹ کر فرش پر گری اس کی آواز کمرے میں گونج کر رہ گئی۔

عمران نے سر سلطان کو آنکھ ماری وہ مسکرانے لگے۔

"وو کک . . . کون ہو تم؟

سلاخ والے غیر ملکی غرا کر کہا۔

"جس طرح یہ سلاخ گری ہے اسی طرح تم بھی تڑپ کر گرو گے؟

عمران نے اس کا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے سفاکی سے کہا۔
سر سلطان کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ تحسین آمیز نگاہوں سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

ان تینوں کے چہروں پر بوکھلاہٹ رقص کر رہی تھی۔ شاید ان کو یہ امید نہیں تھی کہ کوئی یہاں تک بھی پہنچ سکتا ہے۔

سر سلطان اس قدر نروس ہو گئے تھے کہ وہ کرسی سے اٹھنا بھی بھول گئے تھے۔ ان کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا کہ عمران اس طرح موت کا فرشتہ بن کر ان لوگوں کے سر پر پہنچ جائے گا۔

"اب سب لوگ اپنے اپنے ہاتھ بلند کر لیں"

عمران نے کہا اس کی آواز بدستور بدلی ہوئی تھی۔ اور سب نے شرافت سے ہاتھ بلند کر لیے۔ سلاخ والا اس قدر حیرت زدہ تھا کہ اس نے سلاخ ہاتھ میں پکڑے پکڑے ہاتھ بلند کر لیے۔

عمران یہ دیکھ کر سفاکی سے مسکرا دیا۔

"سلاخ نیچے پھینک دو پیارے"

عمران نے کہا اور اسی وقت وہ غیر ملکی چونکا پھر اس کا سلاخ آہستہ آہستہ نیچے ہونے لگا۔

اور اچانک ——— !

ایک لمحے کے لیے وہ بری طرح بوکھلا گیا۔ اور اگر وہ پھرتی سے جھک نہ گیا ہوتا تو ضرور سلاخ اس کے جسم کے کسی حصے کا گوشت ادھیڑ دیتی۔

ہوا یوں کہ غیر ملکی نے سلاخ جھکاتے جھکاتے یکدم سیدھی ی اور عمران کی طرف اچھال دی۔

عمران کے جھکتے ہی اس نے دروازے کی طرف چھلانگ ا دی مگر عمران نے اس کا پیچھا کرنے کی کوشش نہ کی۔ کیوں کہ اس معلوم تھا کہ اگر وہ ان کے پیچھے بھاگا تو باقی دو سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ۔ ظاہر سی بات تھی سر سلطان تو انھیں سنبھالنے سے رہے۔

چند لمحوں بعد کار کے انجن کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی سمجھ گیا کہ غیر ملکی کار کے ذریعے فرار ہو رہا ہے۔

آواز رفتہ رفتہ دور ہوتی چلی گئی۔

"جناب آپ کو اگر نشست نہ ہو تو ان دونوں کو باندھ دیں"

عمران نے کہا۔

"بالکل بالکل"

سر سلطان نے کہا۔

اور انھوں نے ایک کونے میں پڑی ہوئی رسی اٹھا کر ان دونوں کو ھ دیا۔

عمران نے ریوالور جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر ایک کو ھے پر ڈال لیا۔ اور سر سلطان کو دوسرے کی نگرانی کا اشارہ ر کے باہر نکل گیا۔

چند منٹ بعد وہ واپس آیا۔ اور دوسرے کو کاندھے پر ڈال د باہر نکل گیا اور سر سلطان کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

اپنی کار کے قریب پہنچ کر اس نے پچھلی سیٹ پر اسے ڈالا۔

دوسرا ابھی پچھلی سیٹ پر پڑا تھا۔
سیٹ پر ڈالنے کے بعد عمران نے اُن کی کنپٹیاں سہلا د
پھر ظاہر ہے ان کو بے ہوش ہونا ہی پڑا۔ اس کام سے فارغ ہو
اس نے اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ سر سلطان اس کے برابر والی سیٹ پر بی
گئے۔
عمران نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ ٹرن مے کر
نے کار کی رفتار بڑھا دی۔
اور کار ہچکولے کھاتی ہوئی کچھ دیر زمین پر دوڑتی رہی
دو منٹ بعد وہ سڑک پر آ گئی۔
عمران نے ٹرن کر کے اس کا رُخ شہر جانے والی سڑک
سمت کر دیا۔
اور رفتار بڑھا دی۔
"آپ یہاں کس طرح پہنچ گئے جناب"
عمران نے پوچھا۔
"بس اپنی غفلت کی وجہ سے"
سر سلطان نے کہا اور پھر عمران کو اپنے یہاں تک آنے
تفصیل بتانے لگے۔ دورانِ تفصیل عمران مسکراتا رہا۔
کار کی رفتار چونکہ تیز تھی اس لیے وہ جلد ہی وزارت
کی عمارت پر پہنچ گئے۔
اور عمران نے سر سلطان کو یہ کہہ کر کہ میں مجرموں کو اتنی من
پہنچا کر آتا ہوں، وہاں اتار دیا۔ اور کار آگے بڑھا دی۔ کار ا
... تیز رفتاری سے دوڑنے لگی۔

شیزن کلب کا ہال برقی قمقموں اور ٹیوب لائیٹوں کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ ہال میں رکھی ہوئی تقریباً تمام میزیں بھری ہوئیں تھیں۔

ایک میز پر بیٹھا ہوا جوان ہال میں بیٹھے ہوئے جوڑوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں چمک دار اور تیز تھیں۔ جسم پر بہترین تراش کا سوٹ تھا اور انگلیوں میں بیش قیمت انگوٹھیاں تھیں۔ سگریٹ کا ایک طویل کش لے کر اس نے صدر دروازے کی طرف دیکھا۔

جہاں سے ایک خوبصورت لڑکی ہاتھ میں پڑے ہوئے پرس کو ہلاتی ہوئی اندر داخل ہو رہی تھی۔

نوجوان کی آنکھوں میں لڑکی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر تیز قسم کی چمک لہرائی اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

لڑکی ناز و ادا سے چلتی ہوئی اس کی میز کے قریب آ کر رک گئی۔ نوجوان نے اپنے چہرے پر دلکش مسکراہٹ بکھیر کر اسے دیکھا۔

"معاف کیجئے گا۔ ہال میں کوئی میز خالی نہیں ہے، کیا میں بیٹھ سکتی ہوں"؟

لڑکی بولی۔

"تشریف رکھیے ...

"نوجوان نے جلدی سے کہا۔

"تھینک یو"

لڑکی نے کہا۔

اور اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ نوجوان ہوس ناک نگاہوں سے لڑکی کو گھور رہا تھا۔ لڑکی خوبصورت ہونے کے ساتھ پرکشش بھی تھی۔

"غالباً آپ یہاں پہلی مرتبہ آئی ہیں۔"

نوجوان نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں فرید پور سے محض سیر و تفریح کے لیے یہاں آئی ہوں۔ ٹپ ٹاپ میں ٹھہری ہوئی ہوں۔ میرا نام ہے سیما۔" سیما ناز ادا سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور نوجوان بھی مسکرانے لگا۔

"میرا نام آفتاب ہے میں بھی فرید پور سے آیا ہوں" نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ تو خوب گزرے گی"

لڑکی نے کہا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گی؟"

آفتاب نے اس کا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"کافی"

سیما نے بے تکلفی سے جواب دیا۔

اور آفتاب نے ویٹر کو بلا کر دو پیالی کافی کا آرڈر دیا۔ اور

سیما کو دیکھنے لگا۔ سیما اس سے نگاہیں ملاتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ نہ جانے کیوں۔

چند لمحوں بعد ان کی میز پر کافی کی پیالیاں موجود تھیں انھوں نے کافی پینا شروع کر دی۔

چند لمحوں بعد کافی اپنے معدے میں اتار لینے کے بعد انھوں نے گفتگو شروع کر دی۔

وہ اس طرح گفتگو کر رہے تھے جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ایک دوسرے سے واقف ہو چکے تھے۔

"آپ میرا گھر دیکھیں گی مس سیما"

"نہیں پھر کبھی سہی۔ اس وقت تو مجھے دیر ہو رہی ہے" سیما نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ایسی بھی کیا بے مروتی"

آفتاب نے کہا اور زبردستی اس کا ہاتھ پکڑ کھڑا ہو گیا۔

بل ادا کر کے وہ کلب سے باہر آ گئے۔

سیما نہ جانے کیوں انکار بھی نہ کر سکی۔ پارکنگ میں آ کر آفتاب نے اپنی سیاہ کار کا دروازہ کھول کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے بیٹھنے کے بعد خود اسٹیرنگ سنبھال لیا۔

مگر سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار اسٹارٹ نہیں کی۔

بلکہ سیما کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ سیما نے گڑبڑا

کر نگاہیں چرانا شروع کر دیں۔ مگر وہ کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو سکی۔

اور اس کی آنکھیں سحر میں ڈوب گئی۔

ایک منٹ بعد اس کی آنکھیں بوجھل ہونا شروع ہو۔

"تم سو رہی ہو"

تم سو رہی ہو" آفتاب نے سرسراتے ہوئے لہجے میں بولنا شروع کیا۔

"ہاں میں سو رہی ہوں ...... ہاں میں سو رہی ہوں"

سیما نے معمول کے انداز میں جواب دیا۔

"تم آدھے گھنٹے بعد جاگو گی۔ تم ابھی سو جاؤ۔ تم ابھی سو جاؤ گی"

آفتاب پھر بولا۔

"ہاں میں آدھے گھنٹے بعد جاگوں گی۔ میں اب سو رہی ہوں میں آدھے گھنٹے بعد جاگوں گی"

سیما نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ سوتے میں بول رہی ہو۔

اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ پوری طرح آفتاب کے سحر میں گرفتار ہو چکی ہے۔

سیما نے شفقت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور آفتاب نے اپنے آپ پر قابو پانے کے بعد کار اسٹارٹ کی اور ریورس میں ڈال کر بیک کی اور گیٹ سے باہر لے آیا۔

گیٹ سے باہر آکر اس نے ٹرن لیا اور ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ ...ا دیا۔

کار ایک جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ اور تیز رفتاری سے ...ک پر دوڑنے لگی۔

سیما بدستور سر ٹکائے سو رہی تھی۔ تیز رفتاری کے ریکارڈ ... ہوئی کار دوڑ رہی تھی۔

اور بالآخر دس منٹ بعد وہ سیگل اسٹریٹ کی ایک کوٹھی ...ک گئی۔

آفتاب نے انجن بند کیا۔ اور اتر کر اور بٹن دبا کر اس نے گیٹ ...لا۔

اور دوبارہ کار میں آ بیٹھا۔

پورٹیکو میں لے جا کر اس نے کار روکی اور انجن بند کر کے اتر آیا ...وسری طرف کا دروازہ کھول کر اس نے سیما کو باہر گھسیٹا اور کاندھے پر لاد ... اندر کی جانب چلا گیا۔

صدر دروازے سے گزر کر وہ راہداری میں آیا اور پھر وہ دائیں ...ف بنے ہوئے ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازے پر ...الیون پڑا ہوا تھا۔

آفتاب نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ وہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس میں رکھا ہوا فرنیچر اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ ڈرائنگ روم ہے۔

کمرے میں آکر وہ مشرقی دیوار کی طرف چل دیا۔ دیوار کے قریب

پہنچ کر اس نے دیوار پر ہاتھ مارا۔ اور دیوار درمیان سے شق ہوگئی۔

دوسری طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں۔

آفتاب سیما کو کاندھے پر لادے ہوئے سیڑھیاں اُترنے لگا۔

تقریباً پچاس سیڑھیاں اُترنے کے بعد وہ رُک گیا کیوں کہ سامنے سپاٹ دیوار تھی۔

مگر وہ زیادہ دیر تک سپاٹ نہ رہی۔ آفتاب کا ہاتھ دیوار پر پڑتے ہی دیوار درمیان سے شق ہوگئی۔ اور دوسری طرف سے تیز روشنی نکل کر آفتاب کے اردگرد بکھر گئی۔

دوسری طرف لوہے کا فرش تھا۔ جس کے کونے پر چھ فٹ لمبی اور تین فٹ چوڑی ٹرالی کھڑی ہوئی تھی۔

وہ نیچے سے لوہے کی تھی اور اوپر سے تختہ جڑا ہوا تھا۔

آفتاب نے سیما کو لٹا کر ٹرالی کے ساتھ لٹکے ہوئے چمڑے کے پٹوں سے اسے کس دیا۔

اور ایک کونے پر لگا ہوا سبز بٹن دبا دیا۔ ٹرالی آگے بڑھ گئی اور آفتاب باہر نکل آیا۔

اس کے باہر آتے ہی دیوار پھر سے سپاٹ ہوگئی۔ آفتاب نے باہر آکر اپنے دائیں والی دیوار پر دو مرتبہ زور دیا اور ایک مرتبہ سے ہاتھ مارا۔

یکایک دیواریں دو فٹ چوڑا اور ایک فٹ لمبا شگاف پڑ گیا اندرونی سمت ایک اسکرین نظر آنے لگی۔ جس کے دائیں طرف

سات بٹن لگے ہوئے تھے۔

آفتاب نے شگاف میں ہاتھ ڈال کر سب سے اُوپر والا بٹن پش کر دیا بٹن کے پش کرتے ہی اسکرین پر بجلیاں سی کوندنے لگیں۔ مگر وہ جلد ہی ختم ہوگئیں، ان کی جگہ ایک منظر نے لے لی۔

اب اسکرین پر وہ ٹرالی نظر آرہی تھی جس پر سیما لیٹی ہوئی تھی۔

ٹرالی تیزی سے دوڑتی ہوئی اسکرین پر نظر آرہی تھی۔ چند لمحے بعد وہ دائیں طرف مڑتی ہوئی نظر آئی۔

پھر بائیں طرف مڑ کر رک گئی۔ اب اس کے سامنے سپاٹ دیوار نظر آرہی تھی۔ مگر ٹرالی کے رکتے ہی دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔

اور ٹرالی اندر داخل ہوتی ہوئی نظر آئی۔ ٹرالی کے اندر داخل ہوتے ہی دیوار پھر سے سپاٹ ہوگئی۔

آفتاب نے دیوار کو سپاٹ ہوتے دیکھ کر سب سے نچلا بٹن دبا دیا۔ اب منظر تبدیل ہوگیا۔

اور اسکرین پر عورت کا بت نظر آنے لگا۔ بت کے اسکرین پر نظر آتے ہی آفتاب نے بولنا شروع کر دیا۔ آنکھوں میں لگے ہوئے بلب بھی آف تھے۔

"ہیلو مادام" کا نگ نمبر الیون ہیلو مادام۔"

آفتاب جس کا نمبر الیون تھا۔ بار بار یہ جملہ دھراتا رہا اور پھر جیسے ہی بت کی آنکھیں روشن ہوئیں وہ خاموش رہا۔

"بس نمبر الیون اسپیکنگ اوور۔"

پھٹی ہوئی آواز الیون کے کانوں پر پڑی۔

"مادام میں ایک لڑکی لے آیا ہوں اوور۔"

الیون نے ادب سے جواب دیا۔

"تمہارا کسی نے پیچھا تو نہیں کیا نمبر الیون اوور۔"

پھٹی ہوئی آواز میں پوچھا گیا۔

"نو مادام ......"

"میں نے چیک کیا تھا۔ اوور۔"

ویری گڈ ....؟

"اس کی بلیو پرنٹ اتار کر نمبر ٹین کو دے دینا اوور۔"

بہت بہتر مادام، اوور۔

نمبر الیون نے مودبانہ انداز میں کہا۔

ہوش میں آنے کے بعد اسے بتا دینا کہ وہ کسی وقت بھی رسوا ہو سکتی ہے اس لیے جو ہم کہتے ہیں اس پر بلا چوں چرا عمل کرے اوور۔"

مادام کی پھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بہت بہتر مادام۔"

نمبر الیون نے تائیداً کہا۔

"اس کو عمران کے پیچھے لگا دینا۔ اگر اس نے عمران کو پھانس لیا تو ہم عمران کی کاروائیوں سے بخوبی آگاہ ہوتے رہیں گے۔ نمبر الیون، اوور"

"ایسا ہی ہوگا، مادام اوور۔"

الیون نے سر جھکا کر کہا۔

"دیکھو اس کو ٹرانس میں لے کر کوٹھی سے باہر نکالنا وہ کسی بھی قیمت پر میکنزم سے واقف نہیں ہونی چاہیئے اوور۔"

مادام نے تنبیہہ کی۔

"آپ بے فکر رہیں۔"

نمبر الیون نے یقین دلایا۔

"بس تم اپنا کام انجام دو اوور، اینڈ آل۔"

مادام کی آواز آئی۔

اور بت کی آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی۔ نمبر الیون درمیان والا بٹن پش کر کے اسکرین تاریک کر دیا۔

پھر دیوار پر دو مرتبہ ہاتھ مار کر دیوار کا شگاف بند کر دیا۔

پھر اس دیوار پر ہاتھ مارا جس کے عقب میں لوہے کا فرش تھا۔ دیوار کے پھٹتے ہی دوسری طرف سے ایک ٹرالی اس کے قریب آ کر رک گئی۔

اور وہ ٹرالی پر سوار ہو کر اسی طرف چل دی۔ جہاں سیما موجود تھی۔

•
•
•

صفدر کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے آنکھوں میں حیرت کی پرچھائیاں کچھ اور بڑھ گئیں۔ اندر کا منظر دیکھ کر وہ ساکت و جامد کھڑا رہا۔

وہ ایک بڑا سا ہال تھا جس کی چھت میں بڑے بڑے بلب لگے ہوئے تھے۔ ان کی روشنی ہال میں دن کا منظر پیش کر رہی تھی۔ تقریباً پچاس بڑی بڑی مشینوں کے پاس کھڑے تھے۔ مشینوں کی تعداد بھی پچاس سے کم نہ تھی۔ مگر صفدر کو جس بات نے حیرت میں ڈالا وہ مشینوں کے پاس نوٹوں کی بڑی بڑی گڈیاں تھیں۔

مشینوں کے پاس کام کرنے والے افراد کے جسموں پر سبز رنگ کا چست لباس تھا۔ ان میں سے کسی نے بھی صفدر کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔

چند لمحوں تک وہ دروازے پر ہی کھڑا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ ایک مشین کے قریب پہنچ کر اس نے اس پر کام کرنے والے کو دیکھا جس نے اس کی آمد پر کوئی توجہ نہ دی۔

صفدر چند منٹ تک مزدور کی آنکھوں میں دیکھتا رہا اور مزدور کی آنکھوں میں خماری کے علاوہ چمک دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

"تو کیا یہ سب ٹرانس میں ہیں"

صفدر بڑبڑایا۔ اگلے ہی لمحے وہ نوٹوں کی ایک گڈی اٹھائے دیکھ

رہا تھا۔ اور یہ نوٹ دیکھنے کے دوران اسے دوبارہ چونکنا پڑا۔ اس کی تیز نظریں پہچان چکی تھیں کہ یہ تمام نوٹ نقلی ہیں

اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔ اگر یہ تمام نوٹ بازاروں میں پھیل جائیں تو ملک کی کیا حالت ہوگی۔ ملک کی معیشت تباہ ہو جائے گی۔

صفدر نے سوچا پھر اسی لمحے اس کی نگاہ دروازے پر پڑی اور وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ دروازے پر دو غیر ملکی کھڑے تھے۔ جو صفدر کے سامنے والی ٹرالی پر بیٹھ کر اس کے کمرے میں آئے تھے جس کے دروازے کے پاس اس نے پہرہ دینے والے نوجوان کو بے ہوش کیا تھا۔

وہ دونوں تیر کی طرح صفدر کے پاس آئے۔ صفدر نے اپنے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کا رخ ان دونوں کی طرف کر دیا۔ ان غیر ملکیوں کے تیور خطرناک نظر آ رہے تھے۔

"رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا"

صفدر غرایا۔

وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹھک کر رک گئے۔ پھر دوبارہ صفدر کی طرف بڑھنے لگے صفدر کی آنکھوں میں درندگی تیرنے لگی۔

اس نے ان دونوں کا نشانہ باندھ کر دوبارہ ٹریگر دبا دیا۔

ڈز ...... ڈز کی آوازیں ہال میں گونجیں اور گولیاں ان دونوں کی طرف موت بن کر لپکیں۔

مگر گولیوں کا حشر دیکھ کر صفدر کا منہ کھلا پھر بند ہو گیا گولیاں ان کے جسم سے ٹکرانے کے بعد موم بن کر زمین پر گر گئیں۔

جس جگہ گولیاں گریں وہاں کی زمین نم ہو۔ اور گولیاں فرش پر گر کر
اس طرح غائب ہو گئیں۔ جیسے کبھی ان کا وجود ہی نہ رہا ہو۔ دونوں غیر ملکیو
کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"تمہاری یہ گولیاں یہاں کام نہیں دیں گی مسٹر صفدر"

ایک نے غرا کر کہا۔

ہال میں کام کرنے والوں میں سے کسی نے بھی ان کی طرف آ
اٹھا کر نہیں دیکھا۔ سب اپنے کام میں مصروف رہے۔ غیر ملکیوں
اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر عجیب ساخت کے ریوالور نکال لیے۔

ان کی نالیں درمیان سے مڑی تڑی تھیں۔ البتہ سوراخ کی طر
سے وہ بالکل سیدھی تھیں۔

اس کے دستے بھی لہریئے دار تھے۔ البتہ ٹریگر عام ریوا
کی طرح تھے۔

"یہ دیکھو ریوالور کام دیتے ہیں یہاں"

ایک غیر ملکی نے کہا۔

اور پھر اس نے ریوالور کا رُخ ایک مشین پر کام کرنے وا
کی طرف کر دیا۔

پھر ٹریگر دباتے ہی ہال میں روشنی کا ایک جھماکہ ہوا اور
چمک دار لہریں نکل کر اس مزدور سے ٹکرائیں۔ مزدور کی چیخ ہال میں
کر رہ گئیں۔

چند لمحوں بعد مشین کے پاس راکھ کا ڈھیر پڑا تھا جو پلک
ی غائب ہو گیا۔

"وہ سائنس مجرمانہ ذہن رکھنے والوں کے ہاتھ جا کر کھلونا بن گئی
اور ان کی نظروں میں انسانی جان کسی چیونٹی کی طرح ہو گئی"

صفدر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

غیر ملکی مسکرانے لگے۔ صفدر نے اپنا ریوالور جیب میں ڈالا

"اب آپ اپنا ہاتھ اٹھا کر آگے بڑھ جائیں تو بہتر ہے
ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔"

نوجوان غیر ملکی نے زہر خند لہجے میں کہا۔

اور صفدر نے بے بسی سے ہاتھ اُوپر کر دیئے اور مغربی دیوار
کی طرف بڑھنے لگے۔

وہ دونوں ریوالور سیدھا صفدر کے عقب میں چل رہے
تھے۔ دیوار کے قریب پہنچ کر غیر ملکی نے ہاتھ مارا دیوار درمیان سے
شق ہو گئی۔

اور اُوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آنے۔ ۔ ۔ ۔ صفدر سیڑھیاں
طے کرنے لگا۔ وہ دونوں صفدر سے چار سیڑھیاں پیچھے چل
رہے تھے۔

اُوپر کی آخری سیڑھی کے بعد دائیں طرف ایک گلی نظر آئی
صفدر ادھر مڑنے کا حکم ملتے ہی گلی میں داخل ہو گیا۔

اس کے ہاتھ دستور اٹھے ہوئے تھے۔ گلی پار کرنے کے بعد
اس کو دائیں طرف مڑنا پڑا۔

پھر تقریباً تین گلیاں مزید پار کرنے کے بعد ایک دروازے
کے قریب پہنچ کر وہ رُک گئے۔ ایک غیر ملکی نے آگے بڑھ کر دروازہ

کھولا۔ اور دوسرے نے صفدر کو دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔

صفدر کو یہ توقع نہ تھی کہ وہ اس طرح دھکیل دیں گے وہ بے خبر
تھا۔ اس لیے دو تین لڑھکنیاں کھاتا ہوا ایک دیوار کے قریب پہنچ
گیا۔ چند لمحوں تک وہ فرش پر پڑا رہا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی تیز
نظریں کمرے کا طواف کرنے لگیں۔

وہ ایک گول کمرہ تھا۔ جس میں ہلکی ہلکی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ کوئی کھڑ
یا روشن دان نہ تھا۔

صفدر اپنے آپ ہنسنے لگا۔ مشکلوں سے اس کمرے سے نکلے گلیوں میں
چکراتے رہے۔ یہ سوچ کر کہ شاید فرار کا راستہ مل جائے۔ مگر پھر
قید خانے میں پہنچ گیا۔

یہ کمرہ پہلے والے کمرے سے بہت مختلف تھا۔ فرش جگہ جگہ سے ادھ
ہوا تھا۔ دیواریں بھی سیل رہی تھیں۔ صفدر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر
اس کو اس مرتبہ فرار کا ارادہ نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

اچانک کسی خیال کے تحت چونک پڑا۔ اور کمرے کی دیواروں کو
ٹھونک بجا کر دیکھنے لگا۔ مگر ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔

دوبارہ فرش پر بیٹھ گیا۔ کسی خیال کے اس نے اپنی جیب سے
سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبا لیا۔ پھر
اس نے لائیٹر نکال کر انگوٹھے کی مدد سے سلگائی اور چونک کر
شعلہ بجھا دیا۔

مگر دوسرے ہی لمحے لائیٹر سے زوں زوں ۔۔۔۔ زوں کی آ
نکلتی سن کر وہ چونک پڑا۔ وہ اس آواز کو بخوبی پہنچانتا تھا۔

صفدر چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے لائیٹر بند کیا اور
کے نیچے کی سمت دیکھنے لگا۔ پھر اس کا خیال درست ہی ثابت
۔ لائیٹر کی نچلی سطح پر چھوٹا سا لائیٹر لگا ہوا تھا۔ جس پر نمبر پڑے
تھے۔ اور دو سوئیاں بھی وہاں تھی۔

صفدر کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس نے پھرتی کے ساتھ عمران کی طرف
کی اور لائیٹر جلا دیا۔ لائیٹر کو بجھاتے ہی زوں ۔۔۔ زوں ۔۔۔ کی
نکلنے لگیں اور صفدر نے لائیٹر منہ کے قریب کر لیا۔"



رات ۔۔۔۔۔!

آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی۔ وزارت خارجہ کی عمارت میں
کی بھی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

چاروں طرف ہو کا عالم تھا۔ تمام عالم تاریکی کے گہرے سمندر
غرق محو خواب تھا۔ درختوں کے پتوں کی سرسراہٹ کے علاوہ کچھ
نہیں دے رہا تھا۔

ایسے عالم میں وزارت خارجہ کی عمارت کسی پراسرار حویلی کی مانند
م دے رہی تھی۔ اور موت پہرے کی صورت میں عمارت سے
ہم آغوش تھی۔

دو سائے، تاریکی میں ڈوبی ہوئی عمارت کی جانب بڑھ
ہے تھے۔

ان کے قدموں کی چاپیں اس قدر مدہم تھیں کہ خود
کے کان بھی ان کو سننے سے قاصر تھے ۔ صرف درختوں کے پتّوں کی
سرسراہٹ ان کے کانوں تک پہنچ رہی تھی ۔

وہ سر سے لے کر پیر تک سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے ۔ ا
چمک دار آنکھیں تاریکی میں انگارے کی مانند معلوم دے ر
عمارت کے چاروں طرف خاردار تاروں کی باڑھ لگی ہوئی تھی اور ا
رات کے وقت برقی رو دوڑائی جاتی تھی ۔

وہ دونوں خاردار تاروں کی باڑھ کے قریب پہنچے ۔ پھر ا
نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا چوکور ڈبہ نکال لی
ڈبے کے ایک سرے پر چھوٹا سا بلب لگا ہوا تھا ۔ اس نے و
تاروں پر لگا دیا ۔

اور ڈبے میں لگا ہوا بلب فوراً اسپارک کرنے لگا ۔ ا
منٹ بعد جھماکہ ہوا اور تاروں کی برقی رو ختم ہو گئی ۔ سائے نے
کو دوبارہ جیب میں رکھا اور دوسرے کو کچھ اشارہ کیا ۔

پھر اچانک وہ دونوں اپنی جگہ سے اچھلے اور تاروں کی با
کراس کرتے ہوئے اندر جا پڑے ۔

اندر گرنے سے ہلکی سی دھب کی آواز پیدا ہوئی مگر وہ
بلند نہ تھی کہ صدر دروازے پر اونگھتے ہوئے فوجی ان کی طرف
ہو جاتے ۔

وہ دونوں چاروں ہاتھ پیر کی مدد سے چلتے ہوئے اصل عمار
قریب پہنچ گئے ۔

وہ ان فوجیوں کے سانسوں کی آوازیں بخوبی سُن رہے تھے ۔
صدر دروازے پر موجود تھے ۔

چند لمحوں بعد ایک نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر پنسل
شے نکالی ۔ اور اس کا رُخ سپاہیوں کی طرف نہ جانے کیا کیا
ل سے تیز قسم کی روشنی سپاہیوں سے ٹکرائی اور سپاہی دھم
زمین پر گر پڑے ۔ ان کے حلق سے آواز تک نہ نکلی ۔ ایک
یہ جلدی سے آگے بڑھ کر سپاہیوں کو دیکھنے لگا ۔ پھر وہ اٹھ
ا ہوا ۔

" ختم ہو گئے "

اس نے مدہم آواز میں کہا ۔ اور صدر دروازہ کھول کر اندر
ل ہو گئے ۔

لمبی راہداری کے ایک طرف کمرے بنے ہوئے تھے ۔ اور
ری طرف سپاٹ دیوار بنی ہوئی تھی ۔

وہ دونوں احتیاط سے آگے بڑھتے رہے ۔ اور ایک کمرے کے
ازے پر پہنچ کر وہ رک گئے ۔ کمرے کے دروازے پر آ کر ایک
پوش نے برقی رو ختم کرنے والا آلہ نکالا ۔ اور دروازے کے ساتھ لگا دیا
ے کے ساتھ لگا ہوا بلب اسپارک کرنے لگا ۔

اس کا مطلب یہ ہے دروازے پر برقی رو دوڑ رہی ہے لیکن
ٹ بعد ایک جھماکے کے ساتھ برقی رو ختم ہو گئی ۔ اور دونوں دروازہ
کر اندر داخل ہو گئے ۔

وہ ایک بڑا کمرہ تھا ۔ جس میں ایک بڑا میز دو کرسیاں دو صوفے

اور ایک طرف لوہے کی الماری رکھی ہوئی تھی۔

یہ سب چیزیں ایک سیاہ پوش کے ہاتھ میں نظر آنے والے ٹار روشنی میں دکھائی دی تھیں۔ ٹارچ والے نے دوسرے کو کچھ اشا اور وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کے قریب پہنچ کر اس ختم ہونے والا آلہ نکال کر الماری پر احتیاط سے لگا دیا۔ پھر ظا برقی رو ختم ہوئی تھی۔ برقی رو کے ختم ہوتے ہی اس نے الماری کھ درازیں کھول کھول کر کچھ تلاش کرنے لگا۔ مگر تمام درازیں دیکھ کے بعد اس کی آنکھوں میں مایوسی نظر آئی۔ اس نے ٹارچ والے دیکھا۔

ٹارچ والے نے آگے بڑھ کر اسے ٹارچ تھما دی پھر خود سب نچلے خانے کی دراز کھولی اور پوری کی پوری دراز باہر نکال کر فرش پر پھر دائیں طرف لگے ہوئے بٹن کو پش کر دیا۔

ٹارچ کی روشنی خانے کے اندر پڑ رہی تھی۔ ورنہ اس کا انا مشکل تھا۔ بٹن کے دبتے ہی بائیں طرف ایک خانہ بن گیا۔ پہلے والے نے اس خانے میں ہاتھ ڈال دیا۔

جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس میں ایک سرخ رنگ کی فا علاوہ دو سبز رنگ کی فائلیں دبی ہوئی تھیں۔ فائلیں نکال کر اس اپنے ساتھی کو پکڑا دیں۔ اور خود الماری بند کر کے اٹھ کھڑا ہوا ہو کر فائلیں اس نے اپنے لباس میں گھسیڑ لیں۔ اور درواز باہر نکل گئے۔

اس سے پہلے وہ ٹارچ آف کرنا نہیں بھولے تھے۔

لیکن دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ چونک پڑے وجہ بھی تھی۔ سامنے سے دو سپاہی کاندھے پر رائفلیں لٹکائے چلے تھے۔

شاید وہ عمارت کے گشتی دستے سے تعلق رکھتے تھے۔

سپاہی ان کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔ شاید ان کے وہم وگمان نہ تھا کہ اتنے سخت انتظامات کے باوجود کوئی آ سکتا ہے۔

اور دونوں سیاہ پوشوں نے ان کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اور شعاعوں کے ذریعے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور وہ بھی آواز نکالے بغیر دھم سے فرش پر گرے۔

اور ان دونوں نے صدر دروازے کی طرف ہلکے ہلکے قدموں سے لگا دی۔

مگر ابھی وہ صدر دروازے سے دو یا تین قدم دور ہی تھے کہ اچانک ازہ کھلا دو سپاہی اندر داخل ہو گئے۔ ان کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے قابل تھی۔ سیاہ پوش بھی اس طرح اچانک آمنا سامنا ہونے پر گئے۔

مگر ایک سیاہ پوش نے پھرتی کے ساتھ پنسل نما شئے نکالی اور کا رخ سپاہیوں کی طرف کر دیا۔

لیکن اچانک ایک سپاہی کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ سیاہ پوش پنسل میں کچھ کیا اور برقی شعاعوں نے ان دونوں کو موت کے گھاٹ دیا۔

مگر سپاہی کی چیخ نے عمارت کے محافظوں کو چوکنا کر دیا تھا اور

عمارت میں خطرے کا الارم بجنے لگا۔

وہ دونوں سپاہیوں کی لاشیں پھلانگ کر صدر دروازے
نکل آئے۔ لیکن فوراً ہی رُک گئے کیونکہ میدان میں عمارت کی چھ
لگی ہوئی گھومنے والی سرچ لائٹ کی روشنی پھیل گئی تھی۔ ہر طرف
ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

اور جیسے ہی سرچ لائٹ کا رُخ بدلا ان دونوں نے دوڑ
فائل جس سیاہ پوش کے پاس تھی وہ آگے تھا۔ جب کہ دوسرا
ابھی وہ باڑھ سے تین فٹ دُور ہی تھے کہ اچانک سرچ لائٹ کی رو
ان دونوں پر پڑی۔

روشنی پڑتے ہی اسٹین گن کی تڑتڑ اہٹ نے فضا
چھائے ہوئے سکوت کو درہم برہم کر کے رکھ دیا۔

اور تڑتڑ... تڑ کی آواز کے ساتھ ہی پیچھے والے کے ج
میں لاتعداد سوراخ ہو گئے۔

اس کی چیخ بڑی بھیانک تھی۔ چیخ مار کر وہ زمین پر گرا۔
تڑپے بغیر ٹھنڈا ہو گیا۔

جب کہ آگے والا سیاہ پوش لائٹ کی روشنی اپنے اُوپر پڑ
دیکھ کر یکدم اُچھلا۔ اور تاروں کی باڑھ کراس کر کے دوسری
گرا۔ لیکن جس پھرتی کے ساتھ وہ قلا بازی کھا کر سیدھا ہو
قابل تعریف ہے۔

سیدھا ہوتے ہی اس نے درختوں کی آڑ لے کر د
شروع کر دیا۔ تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے وہ جلد

سرے سے دوسری طرف مُڑ گیا۔

وہ عمارت سے کافی دُور نکل آیا۔ مگر خطرے کی آواز اب
کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

ایک فرلانگ مزید دور آنے کے بعد اس نے سڑک کے
رے کھڑی ایک سیاہ کار کا دروازہ کھولا اور اسٹیرنگ سیٹ
گیا۔

اگنیشن میں چابی موجود تھی۔

چند لمحوں بعد اس کی کار سبک رفتاری سے سڑک پر دوڑ
ی۔ اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے اسٹیرنگ پر جمے ہوئے
۔جب کہ وہ اپنی سُرخ سُرخ آنکھوں سے ونڈ اسکرین سے
جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

دوسری سڑک پر مڑتے ہی اس نے اپنے چہرے سے نقاب
لیا۔ وہ ایک خوبصورت غیر ملکی تھا۔ اپنی سُرخ سُرخ آنکھوں
ولت بدنوش معلوم دے رہا تھا۔

اپنے ایک ہاتھ کو لباس میں ڈال کر فائل کی موجودگی کا احساس کیا
کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔ چند منٹوں بعد اس کی کار سیگل
ٹ میں داخل ہو رہی تھی۔

اب اس کی رفتار ہلکی ہو چکی تھی محض شاید نوجوان کی منزل قریب

ؔ

عمران دانش منزل . . . . کے ساؤنڈ پروف کمرے میں بلیک زیر
کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر اب بلا کی سنجیدگی چھائی
ہوئی تھی۔

یہی حال بلیک زیرو کا تھا۔

عمران کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں لہرا رہی تھیں۔ عمران
گزشتہ آدھے گھنٹے سے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اب بلیک زیرو ج
خاموشی سے اُکتا گیا تھا۔ خاموش نہ رہ سکا۔

کیا بات ہے عمران صاحب آپ خاموش ہیں۔ بلیک زیرو نے کہا
اور عمران نے سر اٹھا کر بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔ اور بلیک
کی طرف جاتا ہوا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔
میں مجرموں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اتنے چالاک اور
طاقتور مجرموں سے میرا پالا آج تک نہیں پڑا تھا۔

اور ادھر ہم ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اب دیک
یہ ہے کہ مجرم بچ کر نکل جاتا ہے یا مر جاتا ہے۔ ہمارے ہاتھ عنقریب
مجرموں تک پہنچ جائیں گے۔

عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔ ہاں آپ درست کہتے ہیں
مسٹر عمران۔ بلیک زیرو نے کہا۔

بلیک زیرو کا جملہ ختم ہوتے ہی عمران چونک پڑا۔ کمرے میں لگا
ہوا بلب اسپارک کر رہا تھا۔ عمران پھرتی سے ہاتھ ملتا ہوا اٹھا۔
اس نے دراز کھول کر۔ ایک ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ وہ ٹرانسمیٹر
عام ٹرانسمیٹر سے ساخت میں چھوٹا تھا۔ اور اس کی یہ خوبی تھی
کہ اس سے ملک کے کسی بھی حصّہ میں فوری بات کی جا سکتی تھی۔

عمران نے پھرتی کے ساتھ بٹن دبا دیئے۔ اب ٹرانسمیٹر میں
سے کھر۔ کھر کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے ایک بٹن اور دبا
دیا۔ کھر کھر آوازوں کی بجائے اب ان کی جگہ مردانہ آواز نے
لے لی تھی۔

"ہیلو عمران صاحب کالنگ صفدر"

"یس صفدر عمران اٹینڈیو اوور"

"اوہ۔ عمران صاحب میں وہاں مقید ہو چکا ہوں۔ یہاں
سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اس
عمارت میں صرف آپ ہی جیسی کھوپڑی رکھنے والا نکل سکتا ہے۔ اوور"

صفدر کی آواز آئی۔ عمران صفدر کے انداز میں جھلاہٹ۔
محسوس کر کے مسکرانے لگا۔

"تم نے نکلنے کی کوشش کی تھی اوور"؟

"جی مختلف جگہوں سے ہوتے ہوئے پھر اسی جگہ آ گئے جہاں سے
چلے تھے۔ یعنی چھوٹے قید خانے سے نکل کر بڑے قید خانے میں آ

گئے ۔ اوور۔"

"اوہ! وہاں کے متعلق کچھ تفصیل ا۔ ور۔" عمران نے پوچھا۔

اور صفدر اس کو تفصیل بتانے لگا۔

جوں جوں وہ تفصیل بتاتا جا رہا تھا۔ عمران کی آنکھوں میں یوں حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔

بلیک زیرو عمران کی بدلتی ہوئی حالت بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

دوسری جانب سے صفدر تفصیل بتا کر خاموش ہو گیا۔

"اوہ ۔ مائی گڈنس کافی لمبا پلان معلوم دیتا ہے ان کا صفدر۔"؟

عمران نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں ——— بظاہر تو اتنا ہی ہے ۔ باطن میں اس سے بھی زیادہ ہو کہا نہیں جا سکتا۔ اوور۔"

صفدر کی سنجیدگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"تم کو نہیں معلوم کہ تم اس وقت کون سی جگہ ہو اوور۔"؟

"نہیں عمران صاحب میں یہ نہیں جانتا ۔ اوور۔"

"اور خاور کے بارے میں کیا کہتے ہو اوور۔"

"وہ میری طرح پھنس چکا ہوگا ۔ ویسے یہ میرا خیال ہے اوور۔"

"اوہ خیر۔ میں دیکھوں گا صفدر تم اپنی کوشش جاری رکھو اور جہاں تک ہو ۔ مادام تک پہنچنے کی کوششیں کرو ۔ اوور۔"

"بہت بہتر جناب اوور۔"

"خدا حافظ اوور اینڈ آل۔"

عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے الماری میں رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب تفکرات کے سائے گردش کر رہے تھے ۔ اور آنکھوں میں الجھنیں تیر رہی تھیں۔

اور ابھی وہ ٹرانسمیٹر کو بند کر کے الماری میں رکھ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

عمران نے پھرتی کے ساتھ ریسور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس عمران اسپیکنگ ۔"

عمران نے کہا۔

"اوہ عمران بیٹے میں سلطان بول رہا ہوں۔"

سر سلطان کی آواز آئی ۔

"کیا ہوا جناب۔"؟

عمران نے پوچھا۔

"رات وزارت خارجہ کی عمارت سے ہمارے فوجی رازوں کی تین فائلیں غائب ہو گئیں ۔ چار سپاہی بھی ہلاک ہو گئے مجرموں کا ایک ساتھی بھی ہلاک ہو گیا وہ غیر ملکی تھا۔"

سر سلطان یہ کہہ کر خاموش ہو گئے ۔ عمران کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ریسیور پر اس کی گرفت سخت ہو گئی۔ بلیک زیرو اس کی بدلتی ہوئی حالت دیکھ کر چونک پڑا۔

"کیا سپاہیوں کو وہ لوگ اندر داخل ہوتے ہوئے نظر نہیں آئے" عمران نے طنزیہ انداز میں کہا ۔ اس کی آنکھوں سے انگارے برس رہے تھے۔

اوہ بیٹے سپاہیوں کو جب پتہ چلا تو انھوں نے ایک سپاہی کی چیخ سنی۔ اس وقت تک وہ تار کے باڑ پار کر چکے تھے۔ مگر ایک زد میں آگیا جو فوراً ہی مر گیا۔ انھوں نے تمام برقی انتظامات بے کار کر دیا تھا۔"

"ٹھیک ہے جناب میں کوشش کر رہا ہوں۔"

عمران نے پرعزم لہجے میں کہا۔

"دیکھو عمران ان کے پاس چار قیمتی فائلیں پہنچ چکی ہیں۔ اگر وہ ان کو ملک سے باہر لے جانے میں کامیاب ہو گئے تو ...."

سر سلطان نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔ عمران نے بھی ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

اور بوجھل قدموں سے چلتا ہوا۔ صوفے کے قریب آ کر اس پر بیٹھ گیا۔

پھر وہ تیزی سے بلیک زیرو کو ہدایات دینے لگا۔ اس کے بعد وہ برابر والے کمرے میں گھس گیا۔ جب باہر آیا تو اس کے جسم پر دوسرا لباس تھا اور چہرے کا میک اپ اسے غیر ملکی ظاہر کر رہا تھا۔

عمران کے لباس میں لگے ہوئے خوبصورت .... کوٹ پر لگے ہوئے پیتل کے بٹن تھے۔

چند لمحوں بعد اس کی کار نامعلوم منزل کی طرف دوڑ رہی تھی۔

تنویر نے اپنی میز سے تیسری میز پر بیٹھے ہوئے دونوں غیر ملکیوں کو دیکھا۔ اور پراسرار انداز میں مسکرانے لگا۔

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے ہال میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور ان غیر ملکیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے اسی ہوٹل میں ایک کمرہ کرائے پر لے رکھا تھا۔ اسے جو بات مشکوک کر رہی تھی وہ غیر ملکیوں کے میک اپ شدہ چہرے تھے۔ دوسرے ہال میں زیادہ افراد نہیں تھے۔ جو شور مچ رہا ہوتا۔

ہال میں اکا دکا ہی میزیں بھری ہوئی تھی۔ ان کی گفتگو کا کوئی کوئی لفظ تنویر کی سمجھ میں آجاتا۔ دوران گفتگو اس کی کانوں میں مادام، کا لفظ پڑا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ان دونوں کی نگرانی کرنے کی ٹھان لی تھی۔ ویسے بھی اس کے پاس کوئی کام نہ تھا۔

غیر ملکیوں کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر اور رہیں گے۔ اور یہی سوچ کر تنویر نے چائے کا آرڈر دے دیا تھا۔ چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے بھی وہ ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مگر اس نے اپنی کسی حرکت سے یہ ظاہر ہونے نہیں دیا کہ وہ ان کی طرف سے مشکوک ہو چکا ہے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کاونٹر پر بل ادا کرنے کے بعد باہر نکل گئے۔

تنویر نے چند لمحوں توقف کیا۔ اور ان کے ہوٹل سے نکلتے ہی

خود باہر آگیا۔

اسی وقت اس کی نظر مین گیٹ سے نکلتی ہوئی سیاہ کار پڑی جس میں وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔

تنویر نے تیزی کے ساتھ اپنی امپالا کا دروازہ کھولا اور اسٹیرنگ سیٹ سنبھال لی۔

چند منٹ بعد اس کی امپالا کار کے تعاقب میں اُڑی جا رہی تھی۔

تنویر احتیاط سے تعاقب کر رہا تھا۔ سیاہ کار کو ابھی تک معلوم نہ ہو سکا کہ ان کا تعاقب ہو رہا ہے۔

اور یہ تعاقب کا سلسلہ سیڈگل اسٹریٹ کی ایک بلند وبالا کوٹھی پر جا کر ختم ہوا۔ سیاہ کار کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ اور تنویر اپنی کار آگے لیتا چلا گیا۔

چند قدم آگے جا کر اس نے اپنی کار بائیں طرف گلی میں موڑ دی۔ مگر اس نے کار روکی نہیں۔ بلکہ سیدھا لیتا چلا گیا۔

آگے جا کر اس نے کار دائیں طرف ٹرن کی اور چند منٹ بعد وہ کوٹھی کے عقب میں تھا۔ جس کے گیٹ پر غیر ملکیوں کی کار رکی تھی

کوٹھی کے عقب میں کار روک کر اس نے انجن بند کر دیا اور چابی نکال لینے کے بعد اس نے دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔

کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ریوالور کی موجودگی کا احساس کیا۔ اور عقبی دیوار کا جائزہ لینے لگا۔

دیوار پندرہ فٹ بلند تھی تنویر نے کچھ سوچا اور اگلے ہی

لمحے وہ اپنی کار کی چھت پر چڑھ گیا۔

پھر اس نے اپنے پنجوں پر زور دیا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ اپنی جگہ سے کسی طاقتور اسپرنگ کی طرح اچھلا۔ اور دیوار کراس کر کے اندر جا پڑا۔

مگر اندر گرتے ہی وہ پھرتی کے ساتھ اٹھا اور اصل عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

اصل عمارت پر لگے ہوئے پائپ دیکھ کر وہ اس پر چڑھنا ہی چاہتا تھا کہ اس کی نگاہ ایک بند کھڑکی پر پڑی۔ اس نے کھڑکی کی تیلیوں کو اندر دینے کی جانب دھکیلا پٹ بے آواز طریقے سے کھلتے چلے گئے۔

تنویر نے اندر جھانکا وہ ایک کمرہ تھا۔ جو فرنیچر کے لحاظ سے بیڈ روم ظاہر ہو رہا تھا۔

اندر پہنچ کر تنویر دروازے سے گزر کر راہداری میں آگیا۔

اس کے ہاتھ میں دبا ہوا بے آواز ریوالور تھا۔

تنویر احتیاط سے آگے بڑھتا رہا۔ راہداری بائیں طرف مڑ گئی۔ اور تنویر بھی مڑ گیا۔ سامنے ہی ایک کمرے کا دروازہ تھا۔

تنویر کچھ سوچ کر اس کمرے کی طرف چل دیا

دروازے پر پہنچ کر اس نے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیا۔

اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ وہ کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے عاری تھا۔ صرف سپاٹ دیواریں تنویر کے سامنے تھیں۔

اور اچانک ہی تنویر کی نظریں دیواروں کا جائزہ لینے لگیں۔

پھر اس نے تیز نظروں سے جلد ہی دیکھ لیا۔ کہ شمالی دیوار میں ایک جگہ ابھار ہے۔

عام آدمی اگر اس دیوار کو دیکھتا تو کبھی احساس نہ ہوتا۔ کہ دیوار میں کوئی جگہ ابھری ہوئی ہے۔

مگر تنویر تھا۔ ایکسٹو کی ٹیم کا ممبر جو کبھی کبھی اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے مار کھا جاتا تھا۔ بعض اوقات ٹیم کے تمام ممبروں پر سبقت لے جاتا۔

اور اس وقت بھی اس کی کھوپڑی تیزی سے کام کر رہی تھی دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے ابھری ہوئی جگہ پر ہاتھ مارا ہاتھ مارنے ہی دیوار درمیان سے شق ہوگئی۔

اور دوسری جانب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں۔

سیڑھیوں پر ہلکی ہلکی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ تنویر تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ تقریباً پچاس سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ دائیں طرف مڑا۔ وہاں بھی سیڑھیاں تھیں۔ مگر سیڑھیاں صرف چوبیس تھیں۔

سپاٹ فرش پر قدم رکھتے ہی تنویر کو دیوار کا سامنا کرنا پڑا دائیں بائیں بھی راستہ بند تھا۔ تنویر نے دیوار پر ہاتھ مارا مگر شگاف نہیں پڑا تنویر نے چاروں طرف دیکھا پھر جلد ہی اس کو دائیں طرف والی دیوار پر ایک چھوٹا سا بٹن نظر آگیا۔ تنویر نے بٹن دبا دیا سامنے والی دیوار میں قدآدم شگاف پڑ گیا۔

تنویر کو دوسری جانب تاریکی نظر آئی۔ مگر وہ اللہ کا نام لے کر

ری طرف چلا گیا۔ مگر اندر پہنچتے ہی اس کو دن میں تارے نظر آنے ے۔

کسی نے اس کا جبڑہ سہلا دیا تھا۔ تنویر دوسری جانب الٹ اور ابھی وہ سنبھلنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اچانک کوکھے پر بھرپور رنے اسے کراہنے پر مجبور کر دیا۔

لیکن اچانک ہی وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اگلے ہی لمحے وہ اپنی جگہ چھلا۔ اور حملہ آور سے لپٹ پڑا۔ اس کے سر کی بھرپور ٹکر نے کو کراہنے پر مجبور کر دیا۔

مگر اس کی کراہ سن کر تنویر چونک گیا۔ مگر مزید وار کرنے ائے اس کو چھوڑ دیا۔ چونکہ اس کی آنکھیں اب تاریکی میں دیکھنے ابل ہو چکی تھیں اس لیے اس نے دیکھا کہ وہ ایک گول کمرہ . . . . ا .... صفدر تھا۔ صفدر بھی اسے دیکھ کر چونکا۔

"تنویر"

صفدر نے کہا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں صفدر"

تنویر نے جواب دیا اور صفدر دیوار میں پڑے ہوئے شگاف لگا

اور اچانک اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔ شاید یہ باہر ہی سے کھل ہے صفدر نے سوچا اور مسکرانے لگا۔

"تم یہاں کس طرح پہنچے"! ۔

"دو غیر ملکیوں کا تعاقب کرتے ہوئے۔ اب باہر بھی نکلو کہیں

ہم دونوں ہی نہ پھنس جائیں۔

تنویر نے مسکراتے ہوئے۔

اور وہ دونوں باہر نکل آئے ۔ تنویر نے دیوار میں لگے ہو… بٹن کو پش کیا دیواریں پھر مل گئیں۔

دونوں نے سیڑھیاں طے کرنی شروع کر دیں ۔ چوبیس… طے کر کے وہ رک گئے۔

ابھی وہ دائیں طرف مڑ کر سیڑھیاں طے کرنے کے بار… میں سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک روشنی کا ایک جھماکہ ہوا ۔ صفد… ۔۔۔۔ تنویر چونک پڑے ۔

''صفدر ہم کو چیک کر لیا گیا ہے''

تنویر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

ہاں تم ٹھیک کہتے ہو اگر ہم ایک جگہ رہے تو بہت جلد… لیے جائیں گے ۔ تنویر یہاں چاروں طرف سائنسی نظام پھیلا ہوا ہے…

صفدر نے کہا اور اچانک کسی خیال کے تحت چونک کر ا… پشت والی دیوار پر ہاتھ مارا دیوار درمیان سے شق ہو گئی ۔ اور… طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔

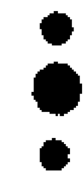
صفدر تنویر کا ہاتھ پکڑ کر سیڑھیاں اترنے لگا ۔ اسی وقت ا… کانوں میں سائرنوں کی آوازیں پڑیں۔

''ہم کو پکڑنے کے لیے سب کو ہوشیار کر دیا گیا ہے''

سیڑھیاں اتر کر وہ دائیں طرف نظر آنے والی گلی میں… گئے ۔ اور دوڑنے لگے ان کے پیروں میں کریپ سول کے جوتے…

…س وجہ سے آوازیں پیدا نہیں ہو رہی تھیں ۔ وہ گلی میں دوڑتے رہے پھر …ن کو بائیں طرف مڑنا پڑا ۔

مگر بائیں طرف مڑتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گئے ۔ اس گلی …ں ہلکی ہلکی تاریکی پھیلی ہوئی تھی ۔ وہ دونوں اپنے سامنے دو غیر ملکیوں …دیکھ کر چونکے تھے ۔



عمران ٹپ ٹاپ کلب میں بیٹھا ہوا کافی اپنے معدے میں منتقل کر رہا تھا ۔ اس کے چہرے پر غیر ملکیوں والا میک اپ تھا ۔ اور جسم پر خوبصورت بٹنوں والا کوٹ ۔ اس کا چہرہ میک اپ کی وجہ سے سپاٹ تھا ۔ البتہ آنکھوں میں تیرنے والی سوچ کچھ پرچھائیں ضرور ۔ دیکھی جا سکتی تھیں ۔

ہال میں تقریباً تمام میزیں بھری ہوئی تھیں ۔ اکا دکا قہقہے ہال میں بکھر کر فضا کو خوشگوار بنا کر پھر معدوم ہو جاتے ۔

مگر عمران سب سے بڑا نظر آ رہا تھا ۔ پھر وہ اس وقت چونکا جب ایک خوبصورت لڑکی نے اس کو اپنی طرف متوجہ کیا ۔ عمران نے چونک کر لڑکی کی طرف دیکھا پھر مسکرانے لگا ۔

''کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں'' ؟

''جی ہاں ضرور تشریف رکھیئے''

عمران نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا ۔

''شکریہ''

لڑکی یہ کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"دراصل ہال میں مجھے کوئی اور میز خالی نظر نہ آئی۔ اس لیے ویسے مجھے اپنے ایک دوست کا انتظار ہے۔ ان کے آتے ہی اٹھ جاؤں گی۔"

لڑکی نے آپ ہی آپ کہنا شروع کر دیا۔ عمران مسکرا لگا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ویسے کیا میں آپ کے دوست کا پوچھ سکتا ہوں۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور لڑکی کی آنکھوں میں ڈال دیں۔

"جی ہاں ان کا نام .... عمران ہے علی عمران۔"

لڑکی نے مسکراتے ہوئے بے تکلفی سے کہا۔ اور عمران کے میں اپنا نام سن کر دھماکہ ہوا۔ اور اس کی کھوپڑی بھک سے گئی۔ عمران لڑکی کو دیکھنے لگا۔

پھر اس کے ذہن میں دوسرا دھماکہ لڑکی کے چہرے پر میک دیکھ کر ہوا۔ اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"کوئی نئی سازش کوئی نیا جال۔" عمران نے سوچا پھر اچانک اس خیال آیا کہ لڑکی سے کچھ اور اگلوانا چاہیئے۔ یہی سوچ کر اس نے مسکراتے ہوئے دیکھا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گی مس ...." عمران نے جملہ ادھورا دیا۔

"سیما۔" لڑکی نے کہا۔ پھر مزید بولی۔ کافی منگوا لیجئے۔

عمران نے ویٹر کو کافی کا آرڈر دے دیا۔ چند لمحوں بعد کافی کی ں ان کے میز پر موجود تھیں۔ کافی پینے کے دوران عمران نے سیما کچھ اور اگلوانا چاہا۔ مگر ناکام رہا۔ پھر اس نے زیادہ کوشش اس نہیں کی کہ کہیں لڑکی اس کی طرف سے مشکوک نہ ہو جائے۔

کافی پی کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں چلے۔"

سیما نے پوچھا۔

"ذرا باتھ روم تک ہو آؤں۔"

عمران نے کہا اور سیما کا جواب سنے بغیر اس طرف چل دیا ں باتھ روم بنے ہوئے تھے۔ باتھ روم کے برابر دو فون بوتھ ہوئے تھے۔ اور عمران باتھ روم کا بہانہ کر کے صرف فون کرنے آیا تھا ور اٹھا کر اس نے انسٹرومنٹ میں سکے ڈالے اور ریسیور کان سے ر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

اس نے چوہان کے نمبر ڈائل کیے تھے۔ وہ بھی ایک ہوٹل میں تھا۔ سلسلہ جلد ہی مل گیا۔

"یس پلیز۔"

"ہوٹل صبا فون نمبر ۲۳۱۴۔"

"جی ہاں آپ کو کیا کام ہے۔"

"دیکھیں دوسرے فلور پر کمرہ نمبر ۱۲ میں رحمانی صاحب ٹھہرے ہیں۔ ان کو بلا دیجئے۔"

عمران نے چوہان کا نام بتایا۔ جس نام پر اس نے کمرہ
رکھا تھا۔

"ایک منٹ ہولڈ کریں جناب"

"دوسری طرف سے مہذب لہجے میں کہا گیا" پھر ایک منٹ
آواز دوبارہ سنائی دی۔

"لیجئے جناب بات کریں"

کاونٹر مین کی آواز آئی۔

"یس رحمانی صاحب"

دوسری جانب سے چوہان نے اپنا فرضی نام لیتے ہوئے
کہا"

"میں عمران بول رہا ہوں" چوہان!!۔

عمران نے بتایا۔

"اوہ فرمایئے۔"

چوہان نے فوراً کہا۔

"میں اس وقت ٹپ ٹاپ میں موجود ہوں۔ میرے چہرے
پر غیر ملکی میک اپ ہے۔ میرے ساتھ ایک لڑکی بیٹھی ہوئی ہے
جب وہ اٹھ کر جائے تو تم اس کا تعاقب کرنا۔

عمران نے کہا۔ لہجہ مدھم ہی تھا۔ وہ چاروں طرف سے
تھا۔

"اوہ آپ بے فکر رہیں آپ کا کام ہو جائے گا"

چوہان کی آواز آئی۔

اور عمران کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ چوہان نے جملہ کاونٹر
نے کے لیے ادا کیا۔ اس کی چالاکی پر عمران مسکرا دیا۔

"دس منٹ بعد تم کلب کے اندر ہونا"

عمران نے کہا۔

"میں سمجھ رہا ہوں"

چوہان نے کہا۔

"اس کا تعاقب انتہائی ہوشیاری سے کرنا میں نہیں چاہتا ہوں
ں لڑکی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے"

عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"نہیں نہیں آپ مطمئن ہو جائیں۔

چوہان نے یقین دہانی کرائی۔

"خدا حافظ" عمران نے کہا۔ اور ریسیور رکھ کر ہال کی
رف چل دیا۔ ہال میں آکر وہ دوبارہ میز پر بیٹھ گیا۔ سیما اسے
کر مسکرا دی

"آپ بور تو نہیں ہوئیں۔"؟

عمران نے تاڑتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں" سیما نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں آپ کے دوست کو وقت یاد نہیں رہا ہوگا"

عمران نے کہا۔

"ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ میں ان کو اور جگہوں پر بھی دیکھ
وں۔ جہاں ان کے ملنے کی امید تھی۔ مگر اب یہ آخری جگہ تھی"

سیما نے مایوسی سے جواب دیا ۔ اور عمران دل ہی دل مسکرانے لگا۔ جس عمران کی تجھے تلاش ہے وہ تیرے سامنے ہے تو پہچاننے سے قاصر ہے۔" عمران نے سوچا اور ٹھیک دس منٹ بعد کی نظریں صدر دروازے کی طرف اٹھ گئیں ۔

جہاں سے چوہان اندر داخل ہو رہا تھا ۔ اس کے چہرے میک اپ تھا ۔ مگر اسے پہچاننے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی ۔

چوہان نے اندر آ کر ہال کا نظارہ کیا ۔ پھر اس کی ہال میں موجود لوگوں کا طواف کرتی ہوئیں عمران پر آکر رک گئیں نے سیما سے نظر بچا کر اس کو آنکھ مار دی ۔ چوہان مسکرا دیا عمران کے اشارے پر وہ باہر نکل گیا۔

عمران نے مسکرا کر سیما کی طرف دیکھا ۔ پھر بولا ۔

"میرے خیال میں آپ کے دوست نہیں آئیں گے۔"

عمران نے اسے اٹھانا چاہا ۔

"ہاں آپ درست کہتے ہیں اچھا پھر میں تو چلی۔"

سیما نے کہا۔

"ارے ایسی بھی کیا جلدی ۔"

عمران نے اخلاقی طور پر کہا ۔

"آئی ایم سوری ۔ اچھا بائے بائے" سیما نے کھڑے ہو کر

"خدا حافظ" عمران نے کہا سیما نے اپنا ویلٹی بیگ سنبھا اٹھلاتی ہوئی صدر دروازے کی طرف چل دی عمران کے چہرے بھیانک مسکراہٹ پھیل گئی ۔

چند لمحوں بعد وہ صدر دروازے سے باہر آگئی ۔ باہر آکر وہ ایک طرف کھڑی ہوئی سیاہ کار کی طرف بڑھ گئی ۔ اگلا دروازہ کھول کر اس نے اسٹیرنگ سنبھال لیا ۔ اگنیشن میں چابی گھماتے ہی کار کا طاقتور انجن جاگ اٹھا ۔

سیما نے ریورس میں ڈال کر کار بیک کی اور گیٹ سے باہر آکر گیئر بدل کر ٹرن کی ۔ پھر ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ بڑھا دیا ۔ مگر وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اس کی کار کے پیچھے آنے والی دو کاریں چھوڑ کر تیسری کار اس کے تعاقب میں ہے ۔

خاور ۔ چاروں طرف قہقہہ لگانے والی کو ڈھونڈ رہا تھا کمرے میں آنکھیں چندھیا دینے والی روشنی پھیلی ہوئی تھی ۔

چند منٹ تک خاور آنکھیں ملتا رہا ۔ پھر وہ چاروں طرف دیکھنے لگا قہقہہ بدستور کمرے میں گونج رہا تھا ۔

شاید کمرے میں لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے ہیں یہ صرف خاور کا خیال تھا ۔ مگر دیواروں سے پیدا ہونے والی روشنی دیکھ کر خاور کو حیرت ضرور ہوئی کیونکہ ۔ کمرے میں کوئی بلب نہ تھا اور دیواریں اس طرح روشن تھیں ۔ جیسے ان کے درمیان پاور سے بلب رکھ دیئے گئے ہوں ۔

فرار نہیں ہوئے مسٹر خاور ۔

کمرے میں پھٹی پھٹی آواز کمرے میں گونجی لہجے میں طنز تھا ۔

"ہو جاتا ہوں مگر تم کو دیکھنے کی آرزو نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا۔"

خاور نے تاؤ دلانے والے انداز میں کہا۔ وہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

"شٹ اپ" تم زندگی بھر یہاں سے فرار نہیں ہو سکتے۔ چاروں طرف مت دیکھو مسٹر خاور اس جگہ جو ایک بار آجاتا ہے واپس نہیں جاتا۔ تم بھی واپس نہ جا سکو گے۔"

پھٹی پھٹی آواز نے خاور کو مخاطب کر کے کہا۔ اور چونک پڑا اس کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ اس کو کسی دوسری جگہ سے چیک کیا جا رہا ہے۔

"جس دن تم کو دیکھ لیا اسی دن میری واپسی۔"

تنویر نے کہا۔

"یہ صرف تمہارا خیال ہے میں چاہوں تو تمہارے جسم کو اپنی انگلیوں کی ذرا سی جنبش سے راکھ میں بدل دوں میں چاہوں تو تمہارا جسم گوشت کے لوتھڑوں میں بدل دوں۔ مگر میں ایسا اس لیے نہیں کروں گی کہ مجھے تمہارے پر اسرار چیف کو یہاں تک بلانا ہے، عمران کو بلانا ہے تاکہ وہ تمہاری بے بسی کو دیکھ سکے۔ ہا.... ہا.... ہا.... ہا.... ہا"

مادام نے یہ کہہ کر اپنی پھٹی پھٹی آواز میں خوفناک قہقہے لگانا شروع کر دیئے۔ خاور کی آنکھوں کے دیدے بڑی تیزی سے گردش کر رہے تھے۔

"یہ صرف تمہارا خیال ہے۔ میرا چیف تمہارے طلسم کو چٹکیوں میں تباہ کر دے گا۔"

خاور نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"یہ آنے والا وقت بتائے گا۔ اوہ" مادام کی آواز کمرے میں گونجی اور اس کے آخری الفاظ پر خاور بری طرح چونک گیا۔ اس نے فوراً اندازہ لگایا۔ کہ ضرور کوئی واقعہ ظہور میں آیا ہے۔

اور واقعی چند لمحوں بعد اس کو دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں اس کے ساتھ ہی خطرے کا الارم بھی عمارت میں گونجنے لگا۔ اور اچانک ہی کمرے سے تیز قسم کی روشنی غائب ہو گئی۔

اور کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی باقی رہ گئی۔ خاور نے آگے بڑھ کر دیوار پر ہاتھ مارا۔ دیوار پر ہاتھ رکھتے ہی اسے احساس ہو گیا کہ دیوار گرم ہے۔ تو کیا پہلے دیوار میں کرنٹ دوڑ رہا تھا۔؟

خاور نے اپنے آپ سے سوال کیا۔ شاید مادام نے اسی لیے کہا تھا کہ میں کمرے سے نہ نکل سکوں گا۔

خاور نے سوچا اور کچھ سوچ کر اس نے دیوار پر ہاتھ مارا دیوار پر ہاتھ مارتے ہی دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ خاور کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

دوسری طرف سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں۔ چونکہ خاور نے شمالی دیوار پر ہاتھ مارا تھا اس سے سیڑھیاں نظر آئیں ورنہ وہ جس سمت سے آیا تھا ادھر تو گلی تھی۔

بہرحال خاور نے زیادہ سوچنے کی بجائے وہاں سے بھاگ

نکلنے کو ترجیح دی۔ سیڑھیاں اُتر کر وہ دائیں طرف مڑ گیا۔ وہ ایک گلی تھی۔

اس نے گلی میں دوڑ لگا دی پچیس تیس قدم چلنے کے بعد وہ بائیں طرف مڑ گیا۔ مگر مڑتے ہی رُک گیا۔ کیونکہ سامنے سے دو نوجوان غیر ملکی آ رہے تھے۔ وہ بھی خاور کو دیکھ چکے تھے خاور کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں نظر آئیں۔ لیکن خاور نے اُن کو کچھ سوچنے کا موقع دیئے بغیر ان پر چھلانگ لگا دی گلی میں ہلکی ہلکی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔

اُن دونوں کو شاید خاور سے ایسی امید نہ تھی۔ وہ بوکھلا گئے اور یہی اس کا نتیجہ تھا کہ خاور ان کو رگیدتا ہوا گلی کے نکڑ تک لے گیا۔

اچانک خاور کو ایک غیر ملکی نے پیروں کی مدد سے اچھال دیا خاور اچھل کر دیوار سے ٹکرایا مگر پھرتی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ دونوں بھی کھڑے ہو چکے تھے۔

لیکن خاور نے ان کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔ اور اپنی جگہ سے اُچھل کر پھر اُن پر جا پڑا۔ ایک کے منہ پر ایک ہاتھ پڑا اور دوسرے کے پیٹ پر گھٹنا لگا۔ وہ دونوں لڑکھڑا کر گر پڑے پھر تو خاور نے ان کو ٹھوکروں پر رکھ لیا۔

ذرا سی دیر میں اُن کے تمام کس بل نکل گئے۔

اور چند لمحوں بعد بے ہوش ہو گئے۔ خاور نے ان کی تلاشی لی دونوں کی جیبوں سے عجیب ساخت کے ریوالور نکال لیے۔ پھر ان کو

دیکھنے لگا۔ لیکن ابھی وہ ریوالور کو پوری طرح دیکھ بھی نہ پایا تھا۔ کہ اچانک اسے پشت پر آہٹ سنائی دی وہ بجلی کی طرح گھوما اور گھومتے ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔

آنے والے دو غیر ملکی تھے۔ خاور ریوالور کی اس اہمیت سے واقف نہ تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس نے بلا سوچے سمجھے ان کا نشانہ باندھ کر ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور سے راکھ بنا دینے والی شعاعیں نکلیں۔ اور پلک جھپکنے کی دیر میں وہ دونوں غیر ملکی راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ لیکن ذرا سی دیر میں وہ راکھ بھی بھاپ بن کر اُڑ گیا۔ اور جس جگہ راکھ گری تھی اس جگہ کا فرش نم ہو گیا۔

خاور نے حیرت سے ریوالوروں کو دیکھا۔ اور آگے کی جانب دوڑ لگا دی۔ وہ پوری قوت سے دوڑ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دوسری گلی میں نکل آیا۔ اس طرف ایک گلی دائیں طرف جاتی تھی اور ایک بائیں طرف۔

خاور نے تیزی سے سوچا۔ اور بائیں گلی میں دوڑنے لگا۔ دائیں گلی میں روشنی تھی۔ اس لیے یہ سوچ کر کہ کہیں اسے چیک نہ کر لیا جائے۔ وہ تاریک گلی میں دوڑ رہا تھا۔

گلی کے اختتام پر دائیں طرف مڑنا پڑا۔

مگر مڑتے ہی وہ ٹھٹھک کر رُک گیا۔ کیونکہ اس نے گلی کے درمیان میں دو نوجوان کو ہاتھ اُٹھائے دیکھ لیا تھا۔

ان نوجوان کو پہچاننے میں خاور کو کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ وہ تنویر اور صفدر کو پہچان چکا تھا

صفدر اور تنویر کے سامنے دو نوجوان غیر ملکی کھڑے تھے ان کی پشت خاور کی طرف تھی۔ اس لیے وہ خاور کو نہ دیکھ سکے۔ وہ دونوں شاید اپنے ریوالوروں سے صفدر اور تنویر کو کوس رہے تھے۔ گلی میں ہلکی ہلکی تاریکی تھی۔ جو خاور کے لیے مفید ثابت ہوئی اس نے تیزی سے کچھ سوچا اور اگلے ہی لمحے وہ اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا۔



چوہان محتاط طریقے سے لڑکی کا تعاقب کرتا رہا .... لڑکی کی کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ چوہان کو رفتار تیز رکھنی پڑی۔ وہ لڑکی کا تعاقب کر رہا تھا اس کا مطلب یہ بھی نہیں تھا کہ وہ اپنے تعاقب سے بے خبر تھا۔ بلکہ وہ اپنے تعاقب کو بھی چیک کرتا جا رہا تھا۔ مگر ظاہر ہے اس کے عقب میں سینکڑوں کاریں تھیں۔ وہ کس پر تعاقب کا شبہ کرتا۔

تعاقب کا سلسلہ سیگل اسٹریٹ پر ختم ہو گیا۔ لڑکی کار کو ایک گیٹ پر روک کر اتری۔ اور چوہان اپنی کار آگے بڑھاتا چلا گیا۔ اور اس عرصے میں وہ عقبی آئینے پر نظر ڈال چکا تھا اس کے پیچھے کوئی کا

چوہان نے آگے جا کر کار روکی اور انجن بند کر کے اپنی کلائی پر بندھے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر کی چابی باہر نکالی۔ عمران کی سیٹ کرنے کے بعد اس نے گھڑی کو منہ کے قریب کیا اور بولنے لگا اس کی آواز مدھم سی تھی۔

"ہیلو عمران صاحب کالنگ چوہان ہیلو عمران" چوہان نے کہنا شروع کیا۔ اور جلد ہی سلسلہ مل گیا۔

"یس چوہان عمران سپیکنگ اوور"

عمران کی آواز آئی۔

"جناب وہ لڑکی سیگل اسٹریٹ کی کوٹھی نمبر ۹۱۰۸ میں گئی ہے اوور" چوہان نے بتایا۔

"اوہ کوٹھی کی نیم پلیٹ پر کس کا نام ہے" اوور۔

عمران نے پوچھا۔

"جناب کسی ٹریگر صاحب کا نام پڑا ہوا ہے" اوور۔

"اوہ ٹریگر یہ تو الیون اسٹریٹ پر ایک بڑے کلب کا مالک ہے اوور"

"جی ہاں، جناب مجھے یاد آیا شیرزن کلب اسی کا ہے اوور"

"او کے تم وہیں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ اوور"

"بہت بہتر جناب اوور"

"اوور اینڈ آل" ــــ عمران کی آواز آئی۔ اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ چوہان نے چابی بند کی اور سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔

ٹھیک پانچ منٹ بعد عمران غیر ملکیوں کے میک اپ میں وہائٹ مرسیڈیز کے ساتھ وہاں موجود تھا۔

چوہان اسے دیکھ کر مسکراتا ہوا کار سے اتر آیا۔ عمران بھی انجن بند کر کے اتر چکا تھا۔

"آؤ۔ چلو"

عمران نے کہا۔

"چلیے" ۔ چوہان نے کہا اور گلی میں داخل ہو کر مطلوبہ کوٹھی کے عقب میں چل دیئے کوٹھی کے عقب میں پہنچ کر عمران نے عقبی دیوار کا جائزہ لیا جو کم از کم پندرہ فٹ اونچی تھی۔

عمران کے لیے اسے پار کرنا مشکل نہ تھا البتہ چوہان کا معاملہ تھا۔ کچھ سوچ کر عمران نے چوہان کو اپنے کاندھے پر کھڑا کیا۔ اور چوہان دیوار کی کنکریٹ پکڑ کر اٹھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ اندر تھا۔ عمران اس کے اندر جانے کے بعد خود پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ دوسری طرف سے وہ اچھلا اور ہوا میں اڑتا ہوا۔ دیوار کراس کر کے دوسری طرف جا پڑا۔ وہاں چوہان کھڑا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ اس کھڑکی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جس سے تنویر اندر داخل ہوا تھا۔ کھڑکی سے گزر کر وہ کمرے میں آ گئے۔

عمران کی تیز نظریں کمرے میں طواف کرنے لگیں۔

وہ کمرہ ہیڈ روم ظاہر ہو رہا تھا۔ اس کمرے سے نکل کر

عمران راہداری میں آگیا۔ راہداری میں دونوں طرف کمرے بنے ہوئے تھے۔

عمران باری باری سب کمروں میں گیا۔ ٹھونک بجا کر بھی دیکھا مگر حیرت انگیز طور پر اس کو تہہ خانے کا علم نہ ہو سکا۔ حالانکہ فرش اس کو کھوکھلا معلوم دے رہا تھا۔ مگر وہ میکزم تلاش کرنے میں ناکام رہا۔

تمام کوٹھی خالی پڑی تھی۔ اوپر کی دونوں منزلیں بھی خالی تھیں عمران کی آنکھوں میں الجھنیں تیرنے لگیں۔

"کمال ہے پوری کوٹھی خالی پڑی ہے جناب" چوہان بولا۔

"ہاں نیچے تہہ خانہ بھی ہے چوہان مگر میکزم نہیں مل رہا ہے"

"واقعی ــ مگر ...." چوہان جملہ نامکمل چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو"

"اگر ہم فلیگر کو اغوا کر لیں تو" چوہان کا لہجہ معنی خیز تھا۔ عمران کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اور چوہان مسکرانے لگا۔

"ہاں۔ تو ٹھیک ہے چوہان"

عمران نے پراسرار لہجے میں کہا۔

"وہ کلب میں ہی ہوگا جناب"

چوہان نے کہا۔

"ہاں آؤ" عمران بولا۔ اور پھر وہ جس راستے سے آئے تھے اسی راستے سے عقبی گلی میں آ گئے۔

عقبی گلی سے ان کو کاروں تک آنے میں دو منٹ سے زیاد
نہ لگے۔ کاروں میں بیٹھ کر انھوں نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔

اور چند لمحوں بعد ان کی کاریں آگے پیچھے ایون اسٹریٹ ک
علاقے میں دوڑ رہی تھیں۔ ان کی رفتار خاصی تیز تھی۔ شام کا دھن
پن چاروں طرف پھیل رہا تھا۔

سڑکوں کے گرد لگے ہوئے الیکٹرک پول روشن ہو چکے
عمران اور چوہان نے بھی اپنی کاروں کی ہیڈ لائٹس روشن کر دی تھی۔

عمران ایک جگہ کار روک کر انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ چوہان
بھی اس کی تقلید کی۔

ویسے عمران کا اس طرح رکنا اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

”چوہان“ ــــ عمران بولا۔

یس عمران صاحب“

چوہان نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

” یہ تو رکھ لو۔ یہ انتہا کی طاقتور ٹرانسمیٹر ہے جب تم اس ک
سطح روشن ہوتے۔ دیکھو تو۔ انگوٹھے سے اسے دبا دینا یہ آن
جائے گا۔

پھر میں جو کچھ کہوں گا اپنے چہرے کو واچ ٹرانسمیٹر پر اط
دے دینا سمجھے“

عمران نے اپنی کوٹ کی جیب میں سے ایک بیتل کا بٹن ن
کر دیا۔ ایسے ہی بٹن اس کے کوٹ میں لگے ہوئے تھے۔

”اوکے۔ چوہان بولا اور بٹن کو جیب میں رکھ لیا۔

” اسے ہاتھ میں رکھ کر اسی جگہ ٹھہرو اور میری کال کے منتظر رہو“
عمران یہ کہہ کر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

چند ہی منٹ بعد اس کی کار شیزن کلب کے پارکنگ میں کھڑی
تھی۔ انجن بند کر کے وہ اتر آیا۔ اس سے پہلے وہ چابیاں نکالنا نہیں
بھولا تھا۔ کاروں سے اتر کر وہ صدر دروازے کی طرف چل رہا۔

صدر دروازے سے گزر کر وہ ہال میں آ گیا۔ چونکہ ابھی تک
کلب کھلنے کا ٹائم نہیں ہوا تھا۔ اسی لیے ہال مکمل طور پر خالی پڑا
تھا۔

ویٹر میزوں کو صاف کرنے میں لگے ہوئے تھے کاؤنٹر مین
کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ عمران کاؤنٹر مین کے قریب
جا کر رُک گیا۔

کاؤنٹر مین کے عقب میں مسٹر فکیگو کا کمرہ تھا۔ جس کے
دروازے پر شوخ رنگ کے پھولوں کا پردہ لگا ہوا تھا۔ عمران نے
کاؤنٹر مین کو مسکرا کر دیکھا۔

” مسٹر نگیگو اپنے کمرے میں ہیں۔ عمران نے پوچھا اس کی
آواز بدلی ہوئی تھی۔

” جی ہاں، مگر آپ کو کیا کام ہے؟“ کاؤنٹر مین نے جواب دے
کر پوچھا۔

” میں ان سے ملنا چاہتا ہوں“ عمران نے مہذب لہجے میں کہا۔

” آپ کا ان کے پاس اپائنٹمنٹ ہے“
کاؤنٹر مین نے پوچھا۔

"جی ہاں"

عمران نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا۔

"کمال ہے ابھی تو ٹائم بھی نہیں ہوا کلب کھلنے کا۔ پھر انھوں نے کیسے ٹائم دے دیا۔

کاؤنٹر مین بڑ بڑایا۔ عمران نے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی۔

"جی کیا مجھ سے کچھ فرمایا آپ نے؟

"نہیں" وہ پیچھے ان کا کمرہ ہے آپ جا سکتے ہیں"

کاؤنٹر مین بولا۔

عمران کاؤنٹر مین کا شکریہ ادا کیے بغیر کاؤنٹر کے عقب میں بنے ہوئے کمرے کی طرف چل دیا۔ کمرے کے دروازے کی پیشانی پر لگی ہوئی پلیٹ پر یہ الفاظ کندہ تھے (مسٹر ایچ۔ ایم۔ فگیکر) عمران نے پردہ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"کم ان"

اندر سے آواز ابھری اور عمران اندر داخل ہوگیا۔

چیئر پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ غیر ملکی تھا۔ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا بدن بھی کسرتی تھا ے پرمسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ اور آنکھوں میں بلا کی کشش

اس نے عمران کو دیکھا اور غیر محسوس طریقے سے چونک پڑا عمران سے اس کا چونکنا چھپا نہ رہ سکا۔ فگیکر نے فوراً ہی اپنے چہرے پر کاروباری مسکراہٹ سجا کر عمران کو ایک طرف

پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور عمران تھینک یو کہتا ہوا۔ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں آپ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں"

فگیکر نے شائستہ لہجے میں کہا۔

عمران مسکرانے لگا۔ اس کا ذہن طوفانی رفتار سے سوچنے میں مصروف تھا۔

میرے خیال میں آپ نے مجھے پہچانا نہیں" عمران نے انگریزی میں کہا۔ اس کے چہرے پر غیر ملکی میک اپ تھا۔ عمران کی بات سن کر فگیکر چونک گیا۔ عمران مسکرانے لگا۔

اس کا ذہن صفدر کی بتائی ہوئی تفصیل کو کرید رہا تھا جس میں مادام کا بھی ذکر تھا۔

"کیا مطلب ہے"

فگیکر نے چونک کر پوچھا۔

"میں مادام کے حکم سے آیا ہوں مسٹر فگیکر۔ عمران نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور فگیکر دوسری مرتبہ چونکا۔

"ما... دا... مادام کون مادام"

فگیکر نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔ عمران مسکرانے لگا۔

"بننے کی ضرورت نہیں فگیکر تم صرف مجھے مادام کے بت کے سامنے پہنچا دو"

عمران نے کہا اس کے لہجے میں سختی تھی۔

"مم... گر میں کسی مادام کو نہیں جانتا" فگیکر اب بھی ایکٹنگ

کرنے سے باز نہ آیا۔

" سنو ٹنگیکر میں کوٹھی کی طرف سے بھی مادام کے ساتھ جا سکتا ہوں مگر اب اس کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے جس کی وجہ سے میں کوٹھی کے اندر جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ اور دوسرے مادام نے کہا تھا کہ خطرے کے وقت ہم ٹنگیکر کے ذریعے تہہ خانے تک پہنچ سکتے ہیں"۔

عمران نے صفائی سے جھوٹ بولا۔ اور ٹنگیکر کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ عمران چونک گیا۔ ٹنگیکر چند منٹ تک عمران کو دیکھتا رہا پھر وہ عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

بت کی آنکھیں روشن تھیں اور ان کی روشنی نے نمبر ٹین اور نائین کو نرغے میں لے رکھا تھا۔ نمبر ٹین اور نائین کا سر جھکا ہوا تھا۔ ہال میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مگر وہ خاموشی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔

"نمبر ٹین رپورٹ"

اچانک بت کے ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"مادام عمران ہمارے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی جا چکا تھا۔ اس لیے ہم کو ناکام واپس آنا پڑا۔

نمبر ٹین نے کہا۔ اس کے لہجے میں لرزش تھی۔

"نمبر ٹین"، بت کے ہونٹوں سے غراہٹ نکلی۔

دونوں سرتاپا لرز رہے تھے۔

"یا... س... مادام"

نمبر ٹین نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو ناکامی کا لفظ میرے لیے گالی کی حیثیت رکھتا ہے"۔

مادام نے کہا۔

"مجھے.... معلوم ہے.... مادام مگر وہ جا چکا تھا۔ ہم اس کو دیر تلاش کرتے رہے مگر...."

نمبر ٹین نے لرزتے ہوئے کہا۔ اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"اور ممبروں کے بارے میں کیا خیال ہے"

"مادام صفدر نے جو پتے دیئے تھے وہ فلیٹ خالی تھے"

"اوہ.... اس کا مطلب ہے کہ وہ ہوشیار ہو چکے ہیں"

"اس کے سوا اور کیا سوچا جا سکتا ہے مادام"

"اس کا مطلب ہے ہم ناکام ہو چکے ہیں نمبر ٹین عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبروں کو تمہیں یہاں ضرور لانا پڑے گا۔ میں اس خوفناک انسان ایکسٹو کو شکست دینا چاہتی ہوں میں دیکھتی ہوں وہ میرے تجربات کو کس طرح چیلنج کرتا ہے"

بت کے ہونٹوں سے غراہٹ نکل کر نمبر ٹین کی سماعت سے ٹکرائی۔ اور نمبر ٹین اس کے لہجے کی سفاکی محسوس کر کے کانپ اٹھا۔

"میں پوری کوشش کروں گا مادام"

"میں کچھ نہیں جانتی نمبر ٹین اگر تم نے تین دن کے اندر اندر ان

سبھوں کو لانے میں کامیاب نہ ہوسکے تو ریزون کی شعاون کی شعاؤں میں تم کو بھی ریزون میں بدل دوں گی۔"

مادام نے سرد لہجے میں کہا۔ اور نمبر ٹین کے چہرے پر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔

نمبر ٹین جانتا تھا کہ ریزون اس ریوالور کا نام تھا جس کے ذریعے انسان ایک سیکنڈ میں راکھ کا ڈھیر بن جاتا تھا۔ اور وہ خود مادام کی ایجاد تھی۔ پھر ظاہر ہے کوئی خوفناک تصور اس کے ذہن پر قبضہ کیوں نہ جاتا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولے ہال کی مشرقی دیوار شق ہوگئی اور سیما بیگ ہلاتی ہوئی اندر داخل ہوگئی اس کا چہرہ سپاٹ تھا اور آنکھیں کھوئی کھوئی۔

وہ سر جھکا کر چلتی ہوئی مادام کے بت کے سامنے نمبر ٹین کے عقب میں کھڑی ہوگئی۔ اس کے چہرے پر روشنی پڑھ رہی تھی۔

"مس سیما نے اپنا کام کیا"

"بت نے سیما سے سوال کیا۔

"نن .... نن .... نہیں وہ بھی نہیں ملا۔ مجھے ایک دوسرا غیر ملکی ملا تھا۔

سیما نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سوتے میں بول رہی ہو"

"کیا ملا کون ملا تھا۔ تم کو۔

مادام کے لہجے میں حیرت کا عنصر شامل تھا۔

"اس نے اپنا نام نہیں بتایا مادام"

سیما نے جواب دیا۔

"اوہ" "تم نے اسے کچھ بتایا تھا۔؟

مادام نے پوچھا۔

"ہاں میں نے بتایا تھا۔

سیما نے بدستور سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا .... کیا بتایا سیما؟"

مادام کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

میں نے اسے بتایا تھا کہ مجھ کو عمران کی تلاش ہے۔ علی عمران کی ..."۔

سیما چونکہ ٹرانس میں تھی اس لیے جھوٹ نہ بول سکی۔ نمبر ٹین اور نائین بت کے سامنے سے ہٹ چکے تھے۔ اس طرح اب بت کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی میں سیما کا پورا بدن نہایا ہوا تھا۔

"تو تم نے اسے بتا دیا کیوں؟

"ہاں

"تو پھر اب تم ہمارے لیے خطرہ بن سکتی ہو مس سیما اس لیے تم چھٹی کرو"

بت کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ میں بے حد سفا کی بھری ہوئی تھی۔ اس کا جملہ ختم ہوتے ہی ہال میں روشنی کا ایک جھماکہ ہوا اور سیما کی فلک شگاف چیخ ہال میں گونج کر رہ گئی۔

پھر چند لمحوں بعد جہاں سیما کھڑی تھی راکھ کا تھوڑا سا ڈھیر پڑا تھا مگر ذرا سی دیر بعد وہ راکھ بھی بھاپ بن کر اڑ گئی اور جس جگہ راکھ پڑی تھی اس جگہ کا فرش نم ہو گیا تھا۔

نمبر ٹین اور ٹائن کے جسموں میں سرد لہر دوڑ گئی۔

"نمبر ٹین"

"یس مادام"

"دیکھو دونوں ممبر ۔ نکل بھاگے ہیں۔ ان کو پکڑو اس کے ساتھ تیسرا کوئی اور بھی ہے۔ جاؤ"

"اوہ ابھی لیجیے"

"اور وہ باہر جانے نہ پائیں ورنہ اس کی ذمہ داری تم پر ہوگی وہ لوگ تاریک گلیوں میں بھاگ رہے ہیں۔ اس لیے میں اسکرین چیک نہیں کر پا رہی ہوں۔ جاؤ جلدی جاؤ"

مادام نے تیزی کے ساتھ کہا۔ اس کے لہجے میں سختی تھی۔

"ابھی لیجیے مادام آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہوگی"

ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔ اور مغربی دیوار کے قریب پہنچ گئے۔ بت کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلب آف ہو گئے۔

نمبر ٹین نے فوراً دیوار پر ہاتھ مارا دیوار درمیان سے شق ہو گئی۔ اور دوسری طرف لوہے کا فرش نظر آیا۔ جس پر ایک چلنے والی ٹرالی کھڑی ہوئی تھی۔

نمبر ٹین نے سرخ بٹن دبا دیا بٹن کے دبتے ہی ٹرالی چلنے

تین منٹ تک وہ دائیں بائیں طرف چکراتی رہی پھر ایک پہاڑ ...ار کے قریب جا کر رک گئی۔ نمبر ٹائین نے اس کے رکتے ہی ...ر بٹن پش کر دیا۔ بٹن کے دبتے ہی دیوار درمیان سے شق ہو ...

اور دوسری طرف گلی نظر آنے لگی جس میں ہلکی ہلکی تاریکی ...ئی ہوئی تھی۔ وہ دونوں گلی میں پہنچ گئے۔ دیوار برابر ہو گئی ابھی نمبر ٹین اور ٹائین آگے بڑھنے کے لیے سوچ ہی رہے تھے ...امنے سے صفدر اور تنویر آ گئے۔ وہ دونوں بھی ان کو دیکھ ...رک گئے۔ نمبر ٹین کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔

صفدر اور تنویر نے چونک کر اپنے سامنے کھڑے ہوئے ...ملکیوں کو دیکھا پھر دونوں کی نظریں ملیں۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہیں غیر ملکی کی آواز گلی میں گونجی۔

"دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو"

صفدر نے چونک کر غیر ملکیوں کو دیکھا۔ اب ایک کے ہاتھ میں ...ی ریوالور تھا جس سے راکھ کر دینے والی شعاعیں نکلتی تھیں ...یر نے بھی چونک کر حیرت سے ریوالور کو دیکھا پھر اپنے دونوں ہاتھ ...پر کر دیے۔ اپنا ریوالور وہ پہلے ہی جیب میں رکھ چکا تھا صفدر نے ...بھی ہاتھ بلند کر دیے۔

"خوب، یہ تم دوسری بار فرار ہوئے ہو" غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جب تک اس طلسم کدے سے نہیں نکل جاتے ایسا کرتے رہیں گے۔

"مگر اب ایسا نہیں کر سکو گے۔ غیر ملکی نے پر اسرار لہجے میں

"وہ کیوں۔" صفدر نے پوچھا لہجے میں حیرت کا عنصر شامل تھا

"اب تم کو مادام اس کا جواب دے گی۔" غیر ملکی جو نمبر ٹین کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے تمسخرانہ انداز میں بولا۔ پھر اچانک اس کی نگاہ تنویر پر پڑی اور وہ چونک پڑا اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے حیرت کی جھلکیاں نظر آئیں پھر وہ بولا۔

"یہ کون ہے یہ تو تمہارا ساتھی خاور نہیں ہے اس کی بات سن کر صفدر مسکرانے لگا۔

"اسی سے پوچھ لو یہ کون ہے؟"

صفدر نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"یہاں یہ کس طرح آگیا نمبر ٹین۔" نمبر نائین پہلی مرتبہ بولا۔

"یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔" نمبر ٹین نے جواب دیا۔

اس کا مطلب ہے یہ جگہ بھی محفوظ نہیں رہی۔ نمبر نائین نے کہا۔

"بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اب مادام کو اطلاع دینی پڑے گی۔

نمبر ٹین نے کہا اس کے لہجے میں فکر مندی تھی۔ اچانک صفدر کی نگاہ نمبر ٹین کی پشت پر پڑی اور وہ غیر محسوس طریقے سے چونک پڑا۔

تنویر کی حالت بھی نمبر ٹین کی پشت والی دیوار پھٹتے دیکھ کر
...درت مختلف نہ ہوئی۔

پھر دیوار سے خاور کو نکلتے دیکھ کر اُن کی آنکھیں چمکنے لگیں۔
...ان دونوں نے اپنی کسی حرکت سے بھی ان کو احساس نہ ہونے
...ر اُن کے عقب میں کوئی موجود ہے۔ نمبر ٹین نے صفدر کی طرف
...ھ کر کچھ کہنے کے لیے مُنہ کھولا . . . . . . گمر ابھی اس نے
...کہا بھی نہ تھا۔ کہ خاور نے ان پر چھلانگ لگا دی اور دونوں اس
...انی آفت سے گھبرا گئے۔ اور نمبر ٹین کے ہاتھوں سے ریزون چھوٹ
...کر پڑا۔ خاور ان کو لیتا ہوا فرش پر گرا۔ تنویر نے پھرتی سے آگے
...ھ کر نمبر نائین کے پہلو میں ٹھوکر جما دی۔ نمبر ٹین کے حلق سے کراہ
...نکل گئی۔

خاور نمبر ٹین سے نبرد آزما تھا جب کہ صفدر نے آگے بڑھ کر
...زون اٹھا لیا۔ ابھی وہ ریزون اٹھایا ہی تھا کہ اچانک اس کو آہٹ
...ئی دی صفدر بجلی کی سرعت سے گھوما۔ اور گلی کے سرے پر دو
...لیوں کو دیکھ کر اس نے ریزون کا منہ ان کی طرف کر کے ٹریگر
دیا۔ اگلے ہی لمحے وہ دونوں دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اور ان کی
...لاش بھاپ بن کر اڑ گئی۔

اچانک تنویر اچھل کر صفدر کی طرف آیا۔ نمبر ٹین نے اسے اپنی
...ونوں ٹانگوں کی مدد سے اچھال دیا تھا۔ تنویر قلا بازی کھا کر سیدھا
ہوا اور اس کی دائیں ٹانگ کی ٹھوکر نمبر ٹین کے ٹخنے
...پڑی۔ نمبر ٹین کراہ کر ... سیدھا ہوا تنویر نے اسی وقت اس

کی ناک پر گھونسہ مارا نمبر ٹین دوسری طرف الٹ گیا۔ تنویر نے ۔ ۔ ۔ اس پر چھلانگ لگائی مگر ۔ ۔ ۔ نمبر ٹین نے پھرتی سے کروٹ بدل تنویر فرش پر گرا اور اگر وہ اپنے دونوں ہاتھ فرش پر ٹیک دینے میں تاخیر سے کام لیتا تو یقیناً اس کی ناک پچک جاتی ۔ اور چہرہ بھرتا بن جاتا ۔

فرش پر گرتے ہی اس نے کروٹ لی ۔ ورنہ نمبر ٹین کی ٹھوکر اس کی پشت پر نشان ڈال دیتی کروٹ بدلتے ہی تنویر اٹھ کھڑا نمبر ٹین نے بھی اٹھنے میں بڑی پھرتی سے کام لیا۔

صفدر خاموش تماشائی بنا تنویر اور نمبر ٹین خاور اور نمبر نائین دیکھ رہا تھا۔

اب تنویر اور نمبر ٹین آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھور تھے۔ جب کہ خاور اپنے حریف نمبر نائین کو بری طرح رگید رہا تھا۔ تنویر نے کمر میں ذرا سا خم دے کر اپنا سر جھکایا۔ نمبر ٹین بھی مگر دوسرے ہی لمحے تنویر کا گھٹنا اٹھا۔ اور نمبر ٹین کی پیشانی پر نمبر ٹین کراہتا ہوا دوسری جانب الٹ گیا۔ یقیناً تنویر نے اسے اچھا ڈاج دیا تھا۔

نمبر ٹین کے گرنے کے بعد تنویر نے اسے اٹھنے کا موقع اور اسے ٹھوکروں پر رکھ لیا ذرا سی دیر بعد نمبر ٹین بے ہوگیا۔ اور خاور بھی نمبر نائین کو بے ہوش کر کے اٹھ کھڑا ہوا تنو نمبر نائین کی جیب سے ریزدن نکال کر ہاتھ میں لے لیا خ کے پاس تو پہلے ہی سے تھا۔

"چلو یارو - ورنہ بے موت مارے جاؤ گے" خاو

جھلا کر کہا۔

"آؤ" تنویر نے کہا اور وہ تینوں گلی کے سرے کی طرف بھاگنے لگے گلی سے نکل کر وہ دائیں طرف مڑ گئے وہ ایک لمبی سی گلی تھی اس میں بھی نیم تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ تینوں ریزدن ہاتھوں میں تھامے گلی سے میں دوڑنے لگے وہ دوڑتے رہے دوڑتے رہے گلی کے اختتام پر نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں سیڑھیوں پر نیم تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ اس بار سیڑھیوں کا اختتام نظر نہ آیا۔ مگر صفدر ایما پر انھوں نے سیڑھیاں طے کرنی شروع کر دیں۔ تقریباً سو سیڑھیاں اترنے کے بعد سپاٹ فرش پر آ گئے تھے۔

لیکن وہاں تاریکی اتنی گہری تھی کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے سے قاصر رہے۔ پھر ظاہر ہے وہ آگے بھی نہیں بڑھیں ہوں گے اور ہوا بھی یہی وہ سپاٹ فرش پر قدم رکھتے ہی رک گئے۔ چند منٹوں تک آنکھیں بند رکھنے کے بعد آنکھیں کھول دیں۔ اب ان کو کچھ کچھ نظر آرہا تھا ان کی آنکھیں تاریکی میں دیکھنے کے قابل ہو چکیں تھیں۔

صفدر نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنا شروع کیا۔ اچانک کسی خیال کے تحت چونک کر اس نے اپنی جیب سے لائیٹر نکال لیا لائیٹر نکال کر اس نے روشن کیا۔ اب کمرے میں موجود تاریکی ایک حد تک کم ہو چکی تھی۔

خاور اور تنویر گردنیں گھما گھما کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔ وہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس میں کسی قسم کا فرنیچر نہ تھا دیواروں پر مٹی کی دبیز تہیں جمی ہوئی تھیں فرش کا بھی یہی حال تھا کمرے میں ان کی سانسوں

بازگشت گونج رہی تھی ۔ وہ تیز نظروں سے کمرے کی خاک آلود دیواروں کو گھور رہے تھے۔

"کیا خیال ہے؟ صفدر نے مدھم لہجے میں سرگوشی کی۔

"..... یہاں تو کوئی بٹن نظر نہیں آرہا ہے" خاور نے جواب دیا۔

"اے یار دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھو" صفدر نے جھلا کر کہا

اب یہ بات الگ تھی کہ آواز مدھم ہی رہی ۔ اس کی بات سُن کر تنویر اور خاور نے دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھنا شروع کر دیا۔

اچانک تنویر کی طرف والی دیوار میں بڑا سا سوراخ بن گیا سوراخ اتنا بڑا تھا کہ وہ تینوں ایک ایک کر کے دوسری طرف نکل آئے۔ ان کے دوسری طرف آتے ہی دیوار کا سوراخ بند ہو گیا۔

اب جس جگہ وہ کھڑے تھے وہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ مگر پہلے والے کمرے کی بہ نسبت بڑا تھا۔ اور اس میں روشنی بھی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ روشنی کمرے کی چھت کے وسط میں لگے ہوئے بلب کی مرہون منت تھی۔ اور اس کی روشنی میں ایک طرف دروازہ بھی نظر آیا۔ صفدر تیزی سے دروازہ کے قریب پہنچ گیا۔ اگلے ہی لمحے وہ دروازے کے ہینڈل پر زور آزمائی کر رہا تھا۔ ذرا سی دیر بعد دروازہ کھل گیا۔ خاور اور تنویر کمرے میں چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ دروازہ کے کھلتے ہی وہ بھی صفدر کے قریب آگئے۔

صفدر نے دروازہ کھول کر دوسری طرف جھانکا وہ ایک

لمبی سی گلی تھی جس کا اختتام دائیں طرف مڑنے والی گلی پر ہوتا تھا۔ صفدر خاور اور تنویر کو اشارہ کر کے دروازے سے نکل کر گلی میں آگیا۔ گلی میں آنے کے بعد ان تینوں نے ہلکے ہلکے دوڑنا شروع کر دیا۔ اور پھر وہ دائیں طرف مڑ گئے ۔ تقریباً پندرہ قدم چلنے کے بعد ان کو ایک بڑے سے دروازے کا سامنا کرنا پڑا۔

صفدر نے دروازے کو اس طرح گھورا جیسے اس نے ان کی راہ میں آکر بہت بڑا گناہ کیا ہے مگر یہ اس کے اس طرح دیکھنے کا ہی کمال تھا کہ اس کی نظر اچانک دروازے کی پیشانی پر لگے ہوئے ایک چوکور مگر چھوٹے سے بٹن پر پڑی صفدر نے معنی خیز نظروں سے تنویر اور خاور کو دیکھا۔ پھر اگلے ہی لمحے اس نے اپنی شہادت کی انگلی سے بٹن کو پش کر دیا۔ بٹن کے پش ہوتے ہیں ۔ دروازے کے دونوں پٹ دائیں بائیں ہو کر دیواروں میں غائب ہو گئے۔

صفدر تنویر اور خاور احتیاط سے اندر داخل ہو گئے۔ کمرے میں بڑی بڑی لکڑی کی پیٹیوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔

صفدر کی تیز نظریں کمرے میں چکرانے لگیں۔ خاور اور تنویر کا بھی یہی حال تھا۔

کمرے میں چھت پر لگے ہوئے بلب کی روشنی پھیلی ہوئی تھی ۔ اچانک صفدر آگے بڑھا اور ایک پیٹی کے نزدیک رُک گیا۔ اور تنویر اور خاور کو دیکھا۔

اگلے ہی لمحے وہ صندوق میں لگے ہوئے کو ماسٹر کی د جو اس
اپنی جیب سے نکالی تھی) کی مدد سے کھولنے میں مصروف
صندوق کا لاک اس نے جلد ہی کھول لیا۔ اور صفدر نے کنڈی
پکڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ ڈھکنا اٹھا دیا۔

مگر ڈھکن اٹھتے ہی ان کے جسموں کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

"میں نے تم کو پہلے نہیں دیکھا مسٹر۔" فگیکر نے کا
کھجاتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔

"وہ کیا مادام نے کہا تھا کہ ہم ایک دوسرے سے ضرور واقف ہوں"
عمران نے زہر خند لہجے میں کہا۔ حالانکہ یہ بات اس کو معلوم نہ تھی کہ مادام نے فگیکر کو اپنے ساتھیوں سے ملنے پر منع کر رکھا ہے۔ بس اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی کا کمال تھا۔

فگیکر اس کی بات سن کر دھیرے سے چونکا۔ اور مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ، مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی مسٹر" فگیکر نے پھر جملہ نا
چھوڑ دیا۔ عمران تیر نشانے پر لگتا دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"میرا نام آسکر والڈ ہے مسٹر فگیکر۔ عمران نے نرم لہجے

میں جواب دیا۔

"اوہ، پھر آیئے میں آپ کو مادام تک لے چلتا ہوں۔" فگیکر نے جواب دیا۔

عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ پوری طرح محتاط تھا۔ شاید وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی ذرا سی بد احتیاطی تمام پلان کو بگاڑ کر رکھ دے اس کا ذہن پوری طرح سوچنے میں مصروف تھا۔

فگیکر اس کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا فگیکر آگے آگے تھا اس کے عقب میں چل رہا تھا۔ کمرے سے نکل کر وہ ہال میں آگئے ہال میں آکر فگیکر کا رخ اس طرف ہوگیا جدھر اوپر جانے والی سیڑھیوں کے برابر میں پتلی گلی بنی ہوئی تھی گلی زیادہ طویل ثابت نہ ہوئی گلی کے اختتام پر ایک کمرہ نظر آیا۔

اور فگیکر اندر داخل ہوگیا۔ فگیکر کے پیچھے عمران بھی اندر داخل ہوا۔ وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں ہر قسم کا فرنیچر بھرا تھا مگر فگیکر کمرے میں رکا نہیں بلکہ ایک طرف نظر آنے والا دروازہ کھولا۔ اور اندر داخل ہوگیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے داخل ہوا۔

اندر داخل ہوکر اس نے دیکھا وہ باتھ روم تھا فگیکر مسکرا دیا اور اسے دیکھنے لگا اس کے بعد اس نے واش بیسن میں لگے ہوئے دونوں نل کھول دیئے نلوں سے پانی نکلنے لگا۔ مگر پانی ایک منٹ تک نکلتا رہا اس کے بعد پانی نکلنا بند ہوگیا۔

فگیکر نے نل بند کر دیئے عمران بظاہر اس حرکت سے لاپرواہ نظر آ رہا تھا۔ مگر باطن میں وہ بغور اس کی کارروائی کو دیکھ

رہا تھا۔ نلوں کے بند ہوتے ہی ہلکا سا جھٹکا لگا اگر عمران فوراً اپنے اُوپر قابو نہ پالیتا تو یقیناً گر پڑتا اور اس کا گرنا نگیکر کو شبہ میں بھی ڈال سکتا تھا۔ جھٹکا لگتے ہی پورا باتھ روم لفٹ کی مانند نیچے جانے لگا۔ عمران کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے تیز چمک لہرائی اور فوراً ہی معدوم ہوگئی۔

نگیکر عمران کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ مگر ظاہر ہے عمران کا چہرہ سپاٹ ہی رہا ہوگا۔

چند لمحوں بعد لفٹ ایک جھٹکے کے ساتھ رُک گئی تھی اور عمران نگیکر کے پیچھے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اب اس کے سامنے لمبی سی گلی تھی۔ شیطان کی آنت کی طرح بنی۔ اور ایک طرف دیوار کے ساتھ چھوٹی سی کار کھڑی تھی۔ وہ تھی تو چھوٹی مگر بے حد خوبصورت۔ نگیکر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوکر بیٹھ گیا۔

عمران نے اس کے برابر والی سیٹ سنبھال لی اگنیشن میں گھماتے ہی کار کا انجن جاگ اٹھا لیکن آواز بالکل نہیں ہوئی کار اسٹارٹ کرکے اس نے گیر بدلا۔ اور کار ایک ہلکا سا جھٹکا کھاکر آگے بڑھ گئی۔ اور لمحہ بہ لمحہ اس کی رفتار تیز ہوتی چلی گئی تین منٹ بعد نگیکر نے بائیں طرف ایک گلی میں کار ٹرن کی مگر مگر وہ گلی زیادہ طویل ثابت نہیں ہوئی۔ ایک منٹ بعد کار ایک سپاٹ دیوار کے سامنے رُک گئی۔

وہ دونوں دروازہ کھول کر نیچے اُتر آئے اور ان کے اُترتے ہی سامنے والی دیوار درمیان سے شق ہوگئی اور وہ

دونوں اندر داخل ہوگئے۔

یہ وہ ہال تھا جس میں بت رکھا ہوا تھا۔ حالانکہ عمران کے لیے وہ بت حیرت والی شے تھا ظاہر ہے اس سے پہلے اس نے صرف بت کے متعلق صفدر سے ...... سنا تھا اب ظاہر تھا کہ یہ اس کے لیے اشتیاق والی بات تھی۔ مگر اس نے اپنی کسی حرکت سے ٹگیکر پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ کہ وہ ہال میں پہلی مرتبہ آیا ہے۔

جیسا کہ صفدر نے بتایا تھا کہ بت کے سامنے کھڑا ہونا پڑتا ہے اُن کی آنکھوں سے شعاعیں نکلتی ہیں اور ان شعاعوں کے ذریعے اُن کو دوسری طرف چیک کیا جاتا ہے۔

عمران نے بھی یہی کیا اور ٹگیکر کے کہنے سے پہلے وہ بت کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہوگیا۔ اس عرصے میں اب پہلی مرتبہ ٹگیکر کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ الجھنیں نظر آئیں۔

اب تک شاید وہ سمجھ رہا تھا کہ عمران نے اس کو بے وقوف بنایا ہے۔ مگر اس کا بت کے آگے اس طرح کھڑا ہونا یہ ظاہر کر رہا تھا کہ عمران پہلے بھی یہاں آچکا ہے لیکن اس بے چارے کو حقیقت نہیں معلوم تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی آنکھوں میں الجھنیں تیر رہی تھیں۔

عمران سر جھکائے بت کے سامنے کھڑا تھا اچانک بت کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلب روشن ہوگئے۔

اور ان کی روشنی عمران پر پڑنے لگی۔ عمران کا ذہن

طوفانی رفتار سے سوچنے ہی میں مصروف تھا۔ وہ آنے کو تو آگیا تھا۔ مگر اب وہ سوچ رہا تھا کہ مادام اسے اسکرین پر دیکھ کر ضرور چونکے گی۔ ظاہر ہے جب اس کی ٹیم میں کسی اسکروالڈ کا وجود ہی نہ ہوگا تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ !

اس سے آگے عمران نہ سوچ سکا اسے موقع ہی نہ ملا کیونکہ ہال میں مادام کی آواز گونجنے لگی تھی۔ فگیکر اب عمران کے عقب میں کھڑا تھا۔

"مادام" عمران نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"فگیکر" مادام نے عمران کے بجائے فگیکر کو مخاطب کیا گیا۔

"یس مادام"، فگیکر نے سر جھکا کر مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"یہ کون ہے" مادام نے سوالیہ لہجے میں پوچھا اس کا لہجہ نرم تھا۔

"انھوں نے اپنے آپ کو اسکروالڈ ظاہر کیا ہے اور یہ اپنے آپ کو آپ کی ٹیم کے ممبر بتا رہے ہیں"۔ فگیکر نے جواب ادب سے جواب دیا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہے تھے ان کو میرے پاس ریڈروم میں لے آؤ۔"

مادام نے حکم دیا اور عمران دل ہی دل میں مسکرانے لگا۔

وہ اس گروہ کی سرغنہ یعنی مادام تک پہنچنے کے لیے یہاں آیا تھا۔ اور اب اس کا پلان آہستہ آہستہ اپنا کام دکھا رہا تھا۔ وہ یہ تو سمجھ گیا تھا کہ مادام کو شک ہو گیا ہے۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی وہ تو صرف مادام تک پہنچنا چاہتا تھا۔ تاکہ ڈراپ سین ہو سکے۔

بت کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلب آف ہو چکے تھے۔ ن فگیکر کی طرف مڑا جس کی آنکھیں کسی انجانے خیال کے تحت ے رہی تھیں۔ عمران مسکرانے لگا۔ فگیکر نے عمران کو ایک طرف ے کا اشارہ کیا۔

اور عمران شرافت سے مشرقی دیوار کی طرف چل دیا یکر نے اسی طرف اشارہ کیا تھا۔ دیوار کے قریب پہنچ کر رُک گیا چونکہ اس کو صفدر نے بتایا تھا کہ یہاں زیادہ تر یوار پر ہاتھ مارنے سے راستہ مل جاتا ہے۔ اس سے عمران نے بلا سوچے سمجھے دیوار پر ہاتھ مارا۔ اور دیوار کو شق ہوتے یکھ کر اس کی باچھیں کھل گئیں۔ دوسری طرف کا منظر اس ے لیے کچھ حیران کن تھا۔ کیونکہ وہاں پر لوہے کی دو بڑی بڑی رالیاں کھڑی تھیں۔

مگر اس نے ایک ٹرالی میں بیٹھنے میں زیادہ وقت ضائع نہ کیا۔ فگیکر بھی ٹرالی پر بیٹھ چکا تھا۔ اور اس نے بیٹھتے ہی ٹرالی کے اوپر جڑے ہوئے تختے کے کونے پر لگا ہوا بٹن پش کر دیا۔ بٹن کے دبتے ہی ٹرالی چلنے لگی۔

تین منٹ تک وہ گلیوں میں چکراتی رہی۔ پھر ایک جگہ رُک گئی۔ جس جگہ یہ رُکی تھی اس کے سامنے اور دائیں بائیں سپاٹ دیوار تھی۔

فگیکر نے سُرخ بٹن دبا دیا۔ دائیں طرف والی دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ اور دوسری طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں

نظر آنے لگیں۔ سیڑھیوں پر تیز روشنی پھیلی ہوئی تھیں۔ جو چھت پر لگے ہوئے بلب سے نکل رہی تھی۔

عمران اور فلیکر ٹرالی سے اُترے اور سیڑھیاں طے کرنے لگے۔ تقریباً پچاس ساٹھ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد وہ دائیں طرف مڑے وہاں بھی سیڑھیاں نظر آئیں مگر وہ بیس پچیس سے زیادہ نہ تھیں۔ سیڑھیاں اُتر کر وہ ایک بڑے سے کمرے میں آگئے۔ کمرہ فرنیچر کے لحاظ سے بیڈ روم ظاہر ہو رہا تھا۔ مگر جو بات کمرے میں پراسرایت پیدا کر رہی تھی وہ دیواریں تھیں جن پر گہرے سیاہ رنگ کا پلستر کیا گیا تھا۔ اوپر سے کمرے میں تیز رنگ کی لال روشنی پھیلی ہوئی تھی جو چھت کے اوپر لگے ہوئے بلب سے پیدا ہو رہی تھی۔

کمرے سے گزر کر وہ ایک گلی میں آگئے۔ گلی میں دونوں طرف دروازے تھے۔ جب کہ گلی کے اختتام پر بڑا سا دروازہ تھا۔ گلی پار کر کے وہ دروازے کے قریب رُک گئے۔ فلیکر نے دروازے کی برابر والی دیوار پر لگا ہوا سبز بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی بڑا سا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور عمران فلیکر کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔

وہ بھی ایک کمرہ تھا۔ مگر یہ سیاہ کمرے سے کافی بڑا تھا اس کی دیوار سُرخ رنگ کا پلستر تھا۔ ایک طرف دو صوفے رکھے ہوئے تھے۔ اور ایک طرف دو کرسیاں پڑی ہوئی تھیں فلیکر نے عمران کو اشارہ کیا۔ اور عمران ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

لیکن کرسی پر بیٹھتے ہی عمران کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا وجہ بھی معقول تھی۔

کرسی کی پشت سے دو باریک مگر بے حد مضبوط تاریں نکل کر عمران کے بدن کو کس چکی تھیں یہ بات الگ تھی کہ اس کے ہاتھ آزاد تھے۔ اس نئی صورت حال سے عمران بوکھلا گیا۔

جب کہ فلیکر کا قہقہہ کمرے میں گونجنے لگا۔ عمران اُلّو کی طرح پلکیں جھپکانے لگا۔ پھر فلیکر کا قہقہہ اس وقت رُکا جب کمرے کی چھت پر لگا ہوا بلب اسپارک کرنے لگا۔

بلب اسپارک ہوتے دیکھ کر فلیکر کمرے سے فوراً باہر نکل گیا۔ جب کہ عمران نے فوراً اپنے دائیں ہاتھ کی مدد سے کوٹ کے اوپر کالر کے پاس لگے ہوئے بٹن کو انگوٹھے کی مدد سے دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پیتل کا بٹن چمک اٹھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے بٹن میں بلب بلب لگا ہوا ہے۔ بٹن کی سطح کے روشن ہوتے ہی عمران نے سر جھکایا۔ اور بولنا شروع کر دیا۔

چھت پر لگا ہوا بلب برابر اسپارک کر رہا تھا۔

"ہیلو چوہان کالنگ ڈھمپ ہیلو ہیلو"

"یس چوہان اسپیکنگ اوور"

"اپنے چوہے کو اطلاع دے دو کہ وہ فوراً ملٹری کی مدد سے سیگل اسٹریٹ کی کوٹھی نمبر ۹۸ پر چھاپہ مارے اور سٹیزن کلب کو بھی گھیرے میں لے لے وہاں کے تمام عملے کو گرفتار کرلیا جائے۔ اوور"

عمران نے مدھم لہجے میں تیزی سے کہا۔ یہ کہتے ہوئے اس کے دیدے بھی گردش کر رہے تھے۔ بلب ابھی تک اسپارک کر رہا تھا۔

"بہت بہتر جناب مگر تہہ خانے کا راستہ ہے"۔

"بتا رہا ہوں غور سے سنو۔ اوور" عمران یہ کہہ کر تیزی سے اس کو شیزان کلب کے باتھ روم سے لے کر ہال تک کی تفصیل بتانے لگا۔ ساتھ ہی وہ میکنزم کے بارے میں بھی بتاتا جا رہا تھا۔ تفصیل بتا کر وہ خاموش ہو گیا۔

"او۔ کے میں ابھی اطلاع کرتا ہوں اوور"

"یہاں قدم قدم پر بلب... لگے ہوئے ہیں جن کے ذریعے آنے والے کو چیک کیا جاتا ہے، اس لیے ایکسٹو سے کہنا کہ احتیاط..... بس میرے خیال میں کوئی آ رہا ہے اوور اینڈ آل"

عمران نے یہ کہہ کر بٹن کی سطح کو دبا دیا۔ سطح تاریک ہو گئی اور عمران گردن اٹھا کر سامنے والی دیوار کو گھورنے لگا۔ جو درمیان سے شق ہو گئی۔

دیوار کے شق ہوتے ہی تیز روشنی کا ریلا عمران کے جسم سے ٹکرایا۔ ایک لمحے کے لیے عمران کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

لیکن اگلے ہی لمحے عمران کو جھٹکا سا لگا اور یہ دیکھ کر کہ کرسی آہستہ آہستہ شق ہونے والی دیوار کی طرف بڑھ رہی ہے عمران کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی۔ کرسی ٹرالی کی طرح چلتی ہوئی دیوار کی دوسری طرف چل دی۔

دوسری طرف آ کر عمران نے جو نظریں گھما کر چاروں طرف دیکھا۔ تو اس کی کھوپڑی بھک سے اڑ گئی۔ آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں نظر آئیں ذہن میں دھماکے ہونے لگے وجہ بھی معقول تھی۔

وہ ایک لمبا چوڑا ہال تھا۔ جس میں تیز روشنی والے بلب لگے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے ہال میں دن کا گمان ہو رہا تھا مگر عمران کو جس چیز نے حیرت زدہ کیا ہال میں رکھی ہوئی سائنسی آلات تھے۔ جن کو دیکھ کر ہر کوئی یہی سمجھتا کہ وہ کسی عظیم سائنسدان کی لیبارٹری ہے۔

مگر عمران جانتا تھا کہ وہ ایک مجرم کی لیبارٹری ہے جو سائنس کو اپنے غلط مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہے ہال کے عین وسط میں لمبی سی میز پڑی ہوئی تھی۔ جس پر لاتعداد اور ہر رنگ کے چھوٹے چھوٹے بلب لگے ہوئے تھے۔ اچانک عمران کی نگاہ ایک طرف اٹھ گئی۔ اور وہ اچھل پڑا۔

چوہان نے سلسلہ منقطع ہوتے دیکھ کر بٹن نما ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اور جیب میں رکھ کر اپنے ہاتھ سے واچ ٹرانسمیٹر کھول کر ایکسٹو کی فریکوینسی سیٹ کرنے لگا۔

اور گھڑی کو منہ کے قریب کر کے چاروں طرف دیکھا۔

وہ اس وقت شیزان کلب سے تھوڑی دُور اپنی کار سمیت کھڑا تھا۔ دُور دُور تک سڑک ویران پڑی تھی۔ کبھی کبھار کوئی کار آتی بھی تو شیزان کلب میں داخل ہو جاتی۔ پھر چوہان احتیاطاً کے طور پر کار کے اندر بیٹھ گیا۔ اور شیشے چڑھا کر اس نے بولنا شروع کر دیا۔

"ہیلو ایکسٹو کالنگ چوہان ہیلو ایکسٹو۔ چوہان نے تین مرتبہ یہ جملہ دھرایا اور تیسری مرتبہ جملہ ختم ہوتے ہی سلسلہ مل گیا۔

"یس ایکسٹو اسپیکنگ اوور" دوسری طرف سے ایکسٹو (جو بلاشبہ بلیک زیرو تھا۔) کی آواز آئی لہجہ بھرایا ہوا تھا۔

چوہان فوراً مودب ہو گیا۔

"گڈ ایوننگ سر اوور" چوہان نے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

"ایوننگ، رپورٹ اوور" جو ایکسٹو نے سلام کا جواب دے کر کہا۔

"جناب عمران صاحب نے ہوٹل سے مجھے شیزان کلب بلایا تھا ان کو ایک لڑکی کا تعاقب کروانا تھا۔ میں نے اس لڑکی کا تعاقب کیا۔ وہ سیگل اسٹریٹ میں کوٹی نمبر ۱۹۰۵ میں چلی گئی۔ میں نے عمران صاحب کی مدد سے کوٹھی کو چیک کیا۔ مگر کوٹھی خالی نکلی اس

کے بعد عمران صاحب کوٹھی کے مالک۔ ایچ۔ ایم۔ فگیکر کے پاس گئے" اور یہ کہہ کر چوہان نے عمران کی وہ رپورٹ دھرا دی جو اس نے ٹرانسمیٹر پر دی تھی۔ رپورٹ دے کر وہ خاموش ہو گیا۔

"ہم.... چوہان اوور" ایکسٹو نے جنکارا بھر کر کہا۔

"یس سر اوور" چوہان نے مستعدی سے جواب دیا۔

"تم اپنے تمام ساتھیوں کی مدد سے سیگل اسٹریٹ کی کوٹھی کو گھیر لو اور کوٹھی میں جانے والے کو فوراً گرفتار کر لینا جو باہر آئے اس کو بھی گرفتار کر لینا۔ میں دس منٹ بعد آ رہا ہوں اوور۔

بہت بہتر جناب اوور"

میں کلب میں انتظام کرتا ہوں تم ممبروں سمیت ہوشیار رہنا مجرم بے حد چالاک ہیں اور ہماری ذرا سی غلطی ہمارے ہمارے ساتھیوں کے لیے جان کا خطرہ بن سکتی ہے میں نہیں چاہتا ہوں ہماری بد احتیاطی مجرم کو ہوشیار کر دے اور مجرم ہمارے پہنچنے سے پہلے ہوشیار ہو جائیں اوور"

"آپ بے فکر رہیں جناب اوور"

"اوور اینڈ آل" ایکسٹو کی آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ چوہان نے بھی چابی اندر کی اور اگنیشن میں چابی لگا کر کار اسٹارٹ کی اور گیئر بدل کر آگے بڑھا دی چند منٹ بعد اس کی کار ہوٹل کے سامنے رکی۔ جس میں تنویر اور نعمانی ٹھہرے ہوئے تھے۔

کار روک کر اس نے دروازہ کھولا اور نیچے اُتر آیا۔ چند

"خیر، تم جلدی کرو ابھی اوروں کو بھی ساتھ لینا ہے۔"
چوہان نے کہا اور نعمانی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ دونوں سیڑھیاں طے کرکے ہال میں آئے۔ پھر ہوٹل سے باہر آگئے۔ پانچ منٹ بعد صدیقی۔ چوہان۔ نعمانی اور جولیا کی کاریں مطلوبہ کوٹھی کی طرف اڑی جا رہی تھیں۔ صفدر اور خاور تو مجرموں کی ٹوہ میں ہے۔" البتہ تنویر نہ جانے کہاں ہے۔" چوہان کار ڈرائیو کرتے ہوئے بڑبڑایا۔
ذرا سی دیر بعد اس کی کار سینگل اسٹریٹ کے علاقے میں داخل ہوگئی۔

بلیک زیرو نے پھرتی سے واچ ٹرانسمیٹر کی چابی اندر کی اور فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ نمبر ڈائل کرنے کے بعد وہ ریسیور کان سے لگا کر کھڑا ہوگیا۔ جلد ہی سلسلہ مل گیا۔
"یس میجر جلال اسپیکنگ۔" سلسلہ ملنے پر ایک بھاری رعب دار آواز سنائی دی۔
"ایکسٹو از ہیئر۔" بلیک زیرو نے کہا اس کا لہجہ بھرایا ہوا تھا۔
"اوہ یس سر فرمایئے۔" دوسری طرف سے بولنے والے میجر جلال نے مؤدب ہوکر کہا۔
"میجر پانچ منٹ کے اندر سینگل اسٹریٹ کے علاقے کی کوٹھی نمبر ۹۱۰۸ کو گھیر لو اور ایک دستہ شیزان کلب پر بھی بھیج دو وہاں وہ خفیہ طریقے سے ناکہ بندی کریں گے جب تک میں نہ پہنچ جاؤں

منٹ بعد وہ نعمانی کے کمرے میں تھا نعمانی کا کمرہ تیسرے فلور پر تھا۔
"ہیلو چوہان۔" نعمانی نے چوہان کو پہچان لیا حالانکہ چوہان میک اپ میں تھا۔" مگر ظاہر ہے نعمانی بھی ایکسٹو کا نمائندہ تھا۔ میک اپ اس کی آنکھوں سے کیسے چھپا رہ سکتا تھا۔ جب کہ خود نعمانی کے چہرے پر بھی میک اپ تھا۔
"ہیلو نعمانی۔" چوہان نے مسکرا کر اس سے مصافحہ کیا۔
"بیٹھو، چائے منگواؤں۔" نعمانی نے خوش اخلاقی سے کہا۔
"نہیں یہ وقت آرام کا نہیں کام کرنے کا ہے۔" چوہان کا لہجہ معنی خیز تھا۔
"کیا مطلب۔" نعمانی نے پوچھا لہجے میں حیرت کا عنصر شامل تھا۔
"مطلب یہ ہے ہم سب ممبروں کو سینگل اسٹریٹ کی کوٹھی نمبر ۹۱۰۹ کو گھیرے میں لینا ہے اس وقت تک جب تک ایکسٹو پہنچ جائے۔ چوہان بولا۔
"اوہ" تو اس کا مطلب ہے کہ کیس کا ڈراپ سین ہو رہا ہے۔"
"ہاں۔ مگر تنویر کہاں ہے؟ چوہان نے کسی خیال کے تحت چونک کر پوچھا۔
"یار وہ صبح سے غائب ہے۔" نعمانی نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔
"کیا مطلب۔" اب چوہان کے حیران ہونے کی باری تھی۔
"ہاں۔ نجانے کہاں چلا گیا۔" نعمانی نے جواب دے کر کہا۔

کوئی عملی قدم نہ اٹھایا جائے "۔

بلیک زیرو نے بھرائے ہوئے لہجے میں حکم دیا۔

" ابھی لیجئے جناب "۔ میجر جلال کی آواز آئی۔

"فوجی مسلح ہونے چاہئیں اوور اینڈ آل "۔ بلیک زیرو نے یہ کہہ کر ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔ اور دوسرے کمرے میں گھس گیا۔

چند منٹ بعد وہ اپنے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف تھا میک اپ سے فارغ ہو کر اس نے سیاہ لباس زیب تن کیا نقاب چڑھائی اور ہولسٹروں میں ریوالور ڈال کر وہ باہر نکل آیا۔

باہر آکر اس نے اپنی سیاہ کار سنبھالی اور چند منٹ بعد وہ اپنی سیاہ کار کو سیگل اسٹریٹ کی طرف اڑائے لیے جا رہا تھا۔

رات کی تاریکی تیزی سے ماحول کو اپنے رنگ میں رنگنے کے لیے جدوجہد کر رہی تھی جب کہ سڑکوں کے کنارے لگے ہوئے الیکٹرک پولوں کی روشنی تاریکی کو دُور کرنے کے لیے اسی سے نبرد آزما تھی۔ بلیک زیرو پوری رفتار سے کار سیگل اسٹریٹ کی طرف اُڑائے لیے جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کار کے اندر پھیلی ہوئی تاریکی میں انگاروں کی طرح معلوم ہو رہی تھیں۔

"چند لمحوں بعد سیگل اسٹریٹ پہنچ کر وہ کوٹھی نمبر ۹۱۸ سے ذرا دُور ہی کار روک کر اُتر گیا نیچے اُتر کر سیٹ کے نیچے سے اس نے اسٹین گن نکالی۔ اس کا میگزین چیک کر کے کوٹھی کی طرف چل دیا کوٹھی کے قریب پہنچ کر اس نے چوہان کو دیکھ لیا تھا۔ وہ

ٹھی سے ذرا فاصلے پر ہوشیار کھڑا تھا۔ چونکہ وہاں تاریکی تھی ں یے بلیک زیرو بھی تاریکی کا ایک جز معلوم دے رہا تھا۔

اچانک اس کے حلق سے اُلّو کی آواز نکل کر فضا میں پھیل گئی ہی ویسی آواز فضا میں دوبارہ گونجی تھی۔ اب یہ آواز سیکرٹ وس کے کون سے ممبر کے حلق سے خارج ہوئی یہ نہ معلوم ہو سکا یہ ایک اص قسم کا سگنل تھا۔ دوسری طرف سے جواب ملتے ہی یک زیرو چوہان کے قریب پہنچ گیا۔

"چوہان - بلیک زیرو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

" یس سر"۔ چوہان اپنے قریب ایکسٹو کو دیکھ کر گھبرا گیا۔

" کوئی خاص بات "

"نو سر ابھی تک نہ کوئی اندر گیا ہے اور نہ باہر آیا ہے"

" باقی ممبر کہاں باس"

" جناب نعمانی عقبی حصے میں ہے جولیا دائیں طرف اور صدیقی ائیں طرف "

چوہان نے سر جھکا کر مودبانہ انداز میں جواب دیا۔

" اور تنویر "۔ بلیک زیرو نے غرا کر پوچھا۔

" جج ، جناب وہ صبح سے غائب ہے نعمانی کو بھی بتا کر نہیں گیا "

چوہان نے بلیک زیرو کی غراہٹ سن کر بوکھلا کر جواب دیا۔

" میں کلب کی طرف جا رہا ہوں ہوشیار رہنا سمجھے "

" او۔ کے سر۔ چوہان نے کہا اور بلیک زیرو کچھ کہے بغیر

مڑ کر اپنی کار کی طرف چل دیا۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے دروازہ کھول کر اسٹرنگ سیٹ سنبھال لی اور اسٹین گن برابر والی سیٹ پر رکھ کر کار اسٹارٹ کر دی۔

"چند لمحوں بعد اس کی کار سابقہ رفتار کی طرح شیزان کلب کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ بلیک زیرو کی نظریں بار بار عقبی آئینہ پر پڑ رہی تھیں۔ جو عقب میں نظر آنے والے سنسان منظر کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھا۔

چونکہ کار کی رفتار خاصی تیز تھی اس لیے بلیک زیرو جلد ہی شیزان کلب پہنچ گیا۔ کلب سے دور ہی کار روک کر اس نے انجن بند کیا اور چابی نکالے بغیر اسٹین گن اٹھا کر اتر گیا۔ دروازہ بند کرنے کے بعد وہ شیزان کلب کی طرف چل دیا۔

کلب سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک فوجی ٹرک دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ پھر اس کی تیز نظریں میجر جلال پر ٹھہر گئیں جو ایک طرف کھڑا کلب کے گیٹ کو گھورنے میں مصروف تھا۔ بلیک زیرو اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ میجر جلال نے چونک کر اسے دیکھا۔ اور اگلے ہی لمحے بلیک زیرو کے لباس پر بنے ہوئے مونوگرام کو دیکھ کر اس کی ایڑیاں بج اٹھیں۔ اس کے گرد کھڑے ہوئے سپاہی بھی الرٹ ہو گئے۔

"کوئی خاص بات میجر" بلیک زیرو نے بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "نو سر، ہم آپ کے منتظر تھے۔ میجر جلال نے ادب سے جواب دیا"

"اب کلب کو مکمل طور پر گھیرے میں لے لو۔ میں اندر جا رہا ہوں میرے خیال میں اس وقت کلب میں زیادہ گھما گھمی ہو گی۔

بلیک زیرو نے پروقار لہجے میں کہا۔

آپ کا خیال درست ہے جناب اس وقت کلب میں ایک دو میزوں سے زیادہ بھری نہیں ہیں۔

"میجر جلال نے ادب سے جواب دیا۔ بلیک زیرو کچھ سوچنے لگا۔

"میرے ساتھ آؤ" بلیک زیرو یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ اور میجر اپنے ساتھ دس فوجی لے کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

کلب کے مین گیٹ سے گزر کر وہ صدر دروازے کے قریب پہنچ گئے بلیک زیرو صدر دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر میزوں پر بیٹھے افراد ان کو دیکھ کر چونکے۔ دو چار میزیں بھری ہوئی تھیں۔ باقی خالی تھیں۔

ویٹر ان لوگوں کو دیکھ کر بری طرح اچھل پڑے پھر وہ انہوں نے بھاگنے کی کوشش بھی کی۔ مگر بلیک زیرو کے ریوالور نے ان کو ملک عدم سدھارنے پر مجبور کر دیا۔

"پانچ منٹ بعد کلب کا ایک ایک ملازم فوجیوں کی گرفت میں تھا۔ مینیجر کا کمرہ خالی تھا۔

تمام گرفتار شدہ افراد فوجی ٹرک پر پہنچا دیئے گئے پھر پندرہ فوجی لے کر بلیک زیرو سیڑھیوں کے برابر بنی ہوئی پتلی سی گلی میں داخل ہو گیا۔ میزوں پر بیٹھے ہوئے افراد کو جانے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

وقت خفیہ راستے کے نزدیک ہیں۔ جو مجرموں نے ایمرجنسی موقعوں کے لیے بنایا ہے۔ خاور اور تنویر بھی چھت پر لگی ہوئی جالیوں کو دیکھ رہے تھے۔ اچانک صفدر اپنی پشت کی طرف والی دیوار کی طرف بڑھا۔ اور دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے دیوار پر ہاتھ مارا۔ دیوار درمیان سے فوراً ہی شق ہو گئی۔ اور اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔ صفدر نے خاور اور تنویر کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ اور خود سیڑھیاں طے کر کے اوپر نکل آیا۔ اب اس کے سر پر کھلا آسمان تھا۔ صفدر نے چاروں طرف دیکھا تا حدِ نگاہ میدان ہی میدان تھا۔ جس میں جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ صفدر کو یہ علاقہ پہنچاننے میں زیادہ دشواری پیش نہ آئی۔ وہ شہر سے باہر کا علاقہ تھا۔ صفدر چند لمحوں بعد دوبارہ گلی میں آگیا۔ اسی وقت دیوار مل کر پھر سے سپاٹ نظر آنے لگی۔

"کیا خیال ہے خاور" ؟

"کس بارے میں"

"فرار کے بارے میں فرار ہو گئے یا مادام کا سراغ لگاؤ گے" صفدر نے کہا اس کا لہجہ معنی خیز ہونے کے ساتھ ساتھ پراسرار بھی تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ خاور کچھ کہے ان کے حساس کانوں نے اسٹین گن کی تڑتڑاہٹ سن لی۔ ایسا لگتا تھا جیسے بہت سی اسٹین گنیں ایک ساتھ چل رہی ہوں۔ آوازیں سن کر وہ تینوں اچھل پڑے اور ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے۔

"یہ ... کون سی پارٹی آگئی" ؟ صفدر نے گلی کے اختتام پر [illegible] نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو اور عمران صاحب کے سوا کون ہو سکتا ہے" خاور نے جواب دیا۔ صفدر چونک پڑا۔

"ہاں آؤ" صفدر نے یہ کہہ کر گلی میں دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ تہہ خانے کی اندرونی سمت بھاگ رہا تھا خاور اور تنویر نے بھی اس کی تقلید کی۔ مگر گلی کے اختتام پر صفدر کچھ سوچ کر رک گیا۔ خاور اور تنویر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

"خاور تم باہر جانے والے راستے پر کھڑے ہو جاؤ۔ میرا مطلب ہے اس دیوار کے پاس جہاں سے وہ فرار ہونے کی کوششیں کریں گے" صفدر نے تیزی سے کہا۔

"او کے" خاور نے بغیر کسی حیل و حجت کے کہا اور دیوار کی طرف جانے کے لیے مڑ گیا۔

"بے دریغ بھون دینا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تاخیر کی صورت میں تم دوسری دُنیا میں پہنچ جاؤ" صفدر نے ہنس کر کہا۔ اور تنویر کو اشارہ کر کے دائیں طرف گلی میں داخل ہو کر ایک مرتبہ پھر دوڑنے لگا۔ تنویر بھی برابر اس کا ساتھ دے رہا تھا وہ گلی بائیں طرف مڑتی تھی اس گلی میں دوڑ لگائی۔ لیکن اب گنوں کی آوازیں آنا بند ہو گئیں تھیں۔ اچانک صفدر اور تنویر چونک گئے۔ ان کو گنیں سیدھی کرنی پڑیں۔ کیونکہ اُنھوں نے دائیں طرف سے دو غیر ملکیوں کو نکلتے اور اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا۔

ان کے ہاتھوں میں بھی صفدر اور تنویر جیسی گنیں تھیں۔ دونوں صفدر اور تنویر کو دیکھ کر چونکے ۔ ان کی اسٹین گنیں سیدھی ہوگئیں۔ مگر وہ صفدر اور تنویر سے زیادہ پھرتی نہ دیکھا سکے صفدر اور تنویر پھرتی کے ساتھ زمین پر اوندھے گرے اور غیر ملکیوں کے ہاتھوں میں دبی ہوئی اسٹین گنوں سے نکلنے والی شعاعیں گلی میں لہرا کر رہ گئیں کہ ان کے آگے لمبی گلی تھی ۔ کوئی دیوار نہ تھی وہ ضرور اپنا کام دکھاتیں ۔ اس طرح غیر ملکیوں کا وار خالی گیا۔ جب کہ صفدر اور تنویر نے قلا بازی کھا کر اپنی گنیں سیدھی کرکے ۔ سیفٹی کیچ کھینچ لیا ان کی گنوں سے شعاعیں نکل کر غیر ملکیوں کے جسم سے ٹکرائیں ۔ اور غیر ملکیوں کو چیخنے کی مہلت نہ ملی چند لمحوں بعد ان کی راکھ بھاپ بن کر اُڑ گئی ۔ جب کہ اُن کی گنوں کا بھی یہی حال ہوا ۔

ان کو ختم کرنے کے بعد وہ تیزی سے اٹھے ۔ اور ایک مرتبہ پھر دوڑنے لگے ۔ جس طرف سے غیر ملکی آئے تھے ۔ وہ دونوں ادھر ہی مڑ گئے ۔ اور دوڑنے لگے چند منٹ بعد وہ ایک سپاٹ دیوار کے سامنے کھڑے تھے ۔ مگر صفدر کا ہاتھ پڑتے ہی دیوار سپاٹ نہ رہی۔ دوسری طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں مگر وہ زیادہ نہ تھیں۔ ذرا سی دیر بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھے ۔ کمرے میں رکھا ہوا فرنیچر اسے بیڈ روم ظاہر کر رہا تھا۔ جب کہ ایک طرف دیوار کے ساتھ دو صوفے رکھے ہوئے تھے اور ایک لوہے کی الماری کے برابر ہی ٹیلی ویژن سیٹ رکھا ہوا

تھا۔ جو آف تھا صفدر نے تیزی سے سوچا اور پھر ٹیلی ویژن کی طرف بڑھ گیا ۔ اور جوں ہی اس نے ٹیلی ویژن آن کیا ۔ چند لمحوں تک اسکرین پر لہریں دوڑتی رہیں ۔

اور لہروں کے بعد جو منظر اسکرین پر اُبھرا ۔ اس نے صفدر اور تنویر کے جسم میں بجلیاں سی بھر دیں ۔

سامنے کی دیوار پھٹ رہی تھی ۔ اور دیوار کے پھٹتے ہی جو شخصیت اندر داخل ہوئی وہ عمران کے لیے حیران کن تھی ۔ سرتاپا سیاہ پوش نے اندر داخل ہو کر عمران کو گھورا ۔ اور پھر اس کے حلق سے فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا ۔ عمران بوکھلا کر اُلوؤں کی طرح دیدے نچا نچا کر اس کو دیکھنے لگا ۔ وہ مادام تھی اس کے چہرے پر نقاب چڑھا ہوا تھا ۔ اور آنکھوں پر سیاہ رنگ کے شیشے کا چشمہ پڑا ہوا تھا اس کے جسم پر ڈھیلا ڈھالا لباس بڑا عجیب سا لگ رہا تھا اپنی پھٹی پھٹی آواز میں قہقہہ لگا رہی تھی۔

"تو کافی چالاک کہتے ہو اپنے آپ کو"

"جی ہاں ، جی ہاں ۔ بندہ خاک کے قابل ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اگر وہ کرسی کے ساتھ تاروں سے بندھا نہ ہوتا تو ضرور فرشی سلام جھاڑ دیتا ۔ اُس کی اس حرکت پر مادام نے پھر قہقہہ لگایا ۔ عمران کی تیز نظریں بدستور اس کے بدن کا طواف کر رہی تھیں ۔

"یقیناً کچھ دیر بعد تم خاک کے قابل ہی رہ جاؤ گے" اس بار مادام کے لہجے میں چھپی ہوئی درندگی سے عمران نے صاف ٹھوس کر لی مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولے مادام بول پڑی۔

"مسٹر عمران" مادام کا انکشاف عمران کو چونکا دینے پر مجبور کر گیا۔ مگر اسے جلد ہی مادام کی طرف متوجہ ہونا پڑا جو کہہ رہی تھی۔

"تم سمجھتے ہو میں تمہاری طرف سے غافل تھی۔ ہوں تو یہ تمہاری بھول تھی اور اب بھی ہے جس وقت تم کلب میں فگیکر سے گفتگو کر رہے تھے اسی وقت میں نے تم کو دیکھ لیا تھا"

مادام یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔ اور عمران کی آنکھوں میں الجھنیں تیرنے لگیں۔ اب یہ تو ظاہر سی بات ہے مادام عمران کو پہچان چکی ہے۔ عمران نے استفہامیہ نظروں سے مادام کو دیکھا۔

"مگر تم نے کلب سے مجھے کس طرح دیکھ لیا" عمران نے الجھن زدہ لہجے میں کہا۔

"تم میری صلاحیتوں سے ناواقف ہو عمران شاید تم نے فگیکر کو ب میں میز پر فگیکر بیٹھا تھا اس کے کونے پر لگا ہوا بٹن پش کرتے یں دیکھا۔ میں نے تم کو بغور اسکرین پر دیکھ لیا تھا اس کے تمہارا میک اپ میری نظروں سے چھپا نہ رہ سکا"۔ مادام نے اپنی ی آواز میں کہا۔ اور عمران دل ہی دل میں اس کی چالاکی کو داد دینے

"اب کیا خیال ہے؟" عمران نے پرسکون لہجے میں پوچھا۔ مادام نے

یہ سن کر ایک قہقہہ لگایا۔

"میرے مشن میں سب سے پہلے تمہارا قتل شامل تھا اس کے بعد سیکرٹ سروس کے ممبروں اور ایکسٹو ......

"کو ختم کرنا بھی تمہارے مشن میں شامل تھا۔ کیوں؟" عمران نے اس کی بات کاٹ کر جلدی سے کہا۔

"نہیں تم غلط سمجھے مسٹر عمران میں ان کو مارتی نہیں بلکہ ان کے ذہن کو صاف کر دیتی۔ تاکہ وہ تمام اگلی اور پچھلی باتیں بھول جائیں اور پاگل ہو جائیں۔ اور ان کے ذہن اس طرح ہو جائیں کہ وہ ہر وقت میرے مجرموں کو یاد کر کے ہو .... ہا کرتے پھریں" مادام نے سفاکی اور درندگی سے بھرپور لہجے میں کہا عمران کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد سی لہر دوڑ گئی اور وہ سوچنے لگا۔ کہ مادام کا پلان کتنا بھیانک ہے۔ پاکیشیا کو ایک عظیم انسان سے محروم کر دینا چاہتی ہے۔ مگر عمران جانتا تھا کہ بلیک زیرو اتنا بے وقوف نہیں کہ ان کے ہتھے خاموشی سے چڑھ جائے گا۔

"تمہارے پلان میں اور کیا کیا شامل تھا" عمران نے اسے کریدنا چاہا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے اگلوانا چاہتے ہو مگر میں تم کو اپنے پلان کے بارے میں ضرور بتاؤں گی صرف اس لیے کہ کچھ دیر بعد تم اور سیکرٹ سروس کا چیف دنیا و مافیہا سے بیگانے ہو جاؤ گے"

مادام یہ کہہ کر رکی اور پھر بولنے لگی۔

"تمہارا اور ایکسٹو کا کام تمام کرنے کے بعد مجھ کو اس ملک میں جعلی کرنسی چلانی ہے۔ تاکہ تمہارے ملک کی معیشت تباہ ہو جائے۔ جگہ جگہ دھماکے کرنے ہیں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔

اس لیے کہ ملک میں انتشار پھیل جائے۔ عوام موجودہ حکومت سے باغی ہو جائیں۔ اور یہ تو تم کو معلوم ہی ہے جب عوام حکومت سے بددل ہو جاتی ہے تو ملک میں انقلاب آ جاتا ہے حکومت کا تختہ الٹ دیا جاتا ہے۔ اور یہی اس ملک میں ہوتا جب ملک میں بغاوت ہو جاتی تو میرا ملک ذرا سی کوشش کے بعد اس ملک پر قابض ہو جاتا۔ اور میرا مشن تکمیل تک پہنچ جاتا۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ ایسا نہ بھی ہوتا تو تمہارے ملک کے اہم فوجی راز اور خفیہ اڈوں کی فائلیں میرے پاس ہیں۔ ان کے ذریعہ میرا ملک حملہ کر کے اس پر قبضہ کر سکتا ہے، کیوں؟"

مادام نے اپنی مخصوص آواز میں تفصیل بتائی۔ آخر میں اس کا لہجہ سوالیہ ہو گیا۔ عمران کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے مادام کے پلان نے اس کے دل و دماغ میں ہل چل مچا دی تھی۔ کچھ اتنا ہی بھیانک پلان تھا مادام کا۔

"مگر اب ایسا نہیں ہوگا مادام" عمران نے سرد لہجے میں کہا جواب میں مادام نے فلک شگاف قہقہہ لگایا۔ اس کی آواز عمران کی سمجھ سے باہر تھیں۔

"شاید یہ تم کسی اُمید پر کہہ رہے ہو۔؟"

"ہاں، اور تمہاری بہتری اس میں ہے کہ اب تم خاموشی سے خود کو قانون کے حوالے کر دو۔"

عمران نے کہا اس کے لہجے میں درندگی اور سفاکی بھری ہوئی تھی۔

"یہ صرف تمہارا خیال ہے عمران، میں نے آج تک ہار نہیں مانی کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے تو میں بچ نہ سکوں گی۔ تو یہ تمہاری خام خیالی ہے یاد رکھو میرے جسم میں ایک ایسا سیال انجکٹ ہوا ہے جو دماغ کی لہروں پر چلتا ہے جس وقت اور جب چاہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

مادام اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی اور عمران کی آنکھیں جو مادام کو ایک راز بتاتے دیکھ کر چمکنے لگیں تھیں پھر اصلی حالت پر آ گئیں کیوں کہ مادام راز بتاتے بتاتے خاموش ہو گئی جس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ اُسے احساس ہو چکا تھا کہ وہ اپنی زندگی کا اہم راز عمران کو بتائے دے رہی ہے۔

"ہاں۔ آگے کہو"

"مجھے زیادہ بے وقوف بنانے کی کوشش مت کرو میں جانتی ہوں کہ تم کو باتوں میں لگا کر دوسری سے اگلوانا خوب آتا ہے۔ پھر تمہاری اس وقت بے سرو پا باتوں کا اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم مجھے الجھائے رہو اس وقت تک جب تک ایکسٹو ملٹری کی مدد سے گھیراؤ نہ کرلے اور تہہ خانے میں نہ گھس آئے۔ مجھے سب باتوں کا علم ہے، عمران ایکسٹو ایکسٹو کے دو ساتھی صفدر اور خاور میرے طلسم کدے کی گلیوں میں چکراتے پھر رہے ہیں۔ میں نے اسی لیے ان کو چھوٹ دے دی۔ کہ تہہ خانے میں گلیاں اس طرح بنی ہوئی ہیں کہ وہ گھوم پھر کر پھر اپنی جگہ پر پہنچ جائیں گے"۔

مادام یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔ عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا

تھا کہ وہ کیا کرے کیا نہ کرے وہ خود بے بس تھا۔ ورنہ کوئی راستہ نکالتا۔ جس کے ذریعے مادام کو قابو میں کر سکتا مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹا تھا۔

عمران نے جو پلان مادام کو گرفتار کرتے ہوئے بنایا تھا وہ فیل ہوتا جا رہا تھا۔ ابھی عمران کچھ سوچ ہی رہا تھا۔

کیا اچانک مادام آگے بڑھی دائیں طرف کی دیوار (جو عمران کے عین سامنے تھی) پر ہاتھ مارا دیوار میں دو فٹ اور ایک فٹ چوڑا شگاف ہو گیا۔ اندرونی سائڈ میں شگاف کے برابر ایک اسکرین نظر آ رہی تھی مادام نے اسکرین کے دائیں طرف لگا ہوا سرخ بٹن پش کر دیا۔ بٹن کے پش ہوتے ہی اسکرین پر بجلیاں سی کوندنے لگیں پھر لہراتے نظر آنے لگے جلد ہی وہ بھی ختم ہو گئے۔ مادام نے پُراسرار انداز میں عمران کو دیکھا۔ عمران نے اسکرین پر ابھرنے والے منظر کو دیکھا اور اس طرح اچھل پڑا جیسے کسی نے اس کے جسم میں نیزے کی آنی پیوست کر دی ہو اسکرین پر سر تا پا سیاہ پوش جو بلیک زیرو کے سوا کوئی نہ تھا تیرہ فوجیوں اور ایک میجر کے ساتھ اپنا ہاتھ سر سے اوپر کیے کھڑا تھا۔

بلیک زیرو محتاط طریقے سے اسٹین گن سیدھی کئے آگے بڑھتا رہا سپاہی بھی نہایت ہوشیاری سے آگے بڑھ رہے تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ان کو دائیں طرف مڑنا پڑا وہ بھی ایک گلی تھی۔ مگر پہلی کی طرح طویل نہ تھی۔ گلی کے اختتام پر ایک چھوٹی سی

کار نظر آئی۔ مگر بلیک زیرو نے اس کی طرف توجہ نہ دی وہ سامنے والی سپاٹ دیوار کی طرف بڑھا اس کے قریب پہنچتے ہی دیوار درمیان سے شق ہو گئی۔ اور بلیک زیرو اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھ میجر اور فوجی بھی اندر داخل ہوئے۔

لیکن اندر داخل ہوتے ہی بلیک زیرو کے علاوہ میجر اور فوجی چونک پڑے۔ اُن کے لیے برہنہ عورت کا بت حیران کر دینے والی شے تھی۔ مگر بلیک زیرو وہاں بھی نہ رُکا بلکہ بالکل سامنے والی دیوار کے قریب پہنچ کر اس سے دیوار پر ہاتھ مارا دیوار دیوار درمیان سے شق ہو گئی۔ اور دوسری طرف لوہے کے فرش پر دو ٹرالیاں کھڑی دیکھ کر بلیک زیرو کی آنکھیں چلنے لگیں اس نے چھ سپاہیوں کو ایک ٹرالی پر بٹھا دیا ٹرالی اتنی بڑی تھی کہ فوجی اس پر آسانی سے بیٹھ گئے۔

خود بلیک زیرو دوسری ٹرالی پر بیٹھا۔ پھر ظاہر ہے کہ ان کو اپنی مطلوبہ مقام پر پہنچنے میں زیادہ وقت نہ لگا ہو گا۔ ٹرالی کے کونے پر لگے ہوئے سرخ بٹن کو دباتے ہی سامنے والی دیوار پھٹ گئی۔ اور فوجی ایک ایک کر کے سیڑھیوں پر اُترنے لگے۔ سب سے آگے بلیک زیرو تھا۔ اس کے بعد میجر پھر سپاہی۔

سیڑھیاں طے کر کے وہ دائیں طرف مڑے وہاں سے بھی سیڑھیاں تھیں۔ ان کو بھی طے کرنے کے بعد وہ ایک بڑے سے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر رُکے ابھی بلیک زیرو

آگے بڑھنے کے لیے سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک —— ایک طرف سے پانچ اسٹین گن بردار غیر ملکی نکل کر ان کے سامنے آ گئے۔

فوجیوں نے اپنی گنیں سیدھی کر کے پھرتی کے ساتھ سیفٹی کیچ کھینچ لیے تڑتڑ کی مہیب آواز چاروں طرف گونجنے لگی دوسرے ہی لمحے سپاہیوں کے منہ حیرت سے کھل گئے۔ کیوں کہ ان لوگوں نے اپنی گولیوں کو موم کی صورت میں تبدیل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اور یہ ان کے لیے حیرت والی بات تھی۔ اچانک ایک غیر ملکی نے ایک دیوار کی طرف اپنی گن کا رخ کر کے سیفٹی کیچ کھینچ لیا۔ نال سے جھلسا دینے والی شعاعیں نکلیں اور دیوار میں شگاف پیدا ہو گیا۔ باقی غیر ملکی مسکرانے لگے بلیک زیرو کا ذہن تیزی سے کام کرنے میں مصروف تھا۔ البتہ فوجیوں کے حواس باختہ ہو گئے۔ ان کے لیے اپنی گولیوں کا حشر کسی عجوبے سے کم نہ تھا۔

"مسٹر ایکسٹو پورے تہہ خانے میں گولیوں کو ناکارہ کر دینے والی شعاعوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ یہاں صرف ہمارے ہی ہتھیار کام آ سکتے ہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ سب اپنے ہتھیار پھینک کر ہاتھ بلند کر لیں۔ مگر مادام کا حکم نہ ہوتا تو آپ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکے ہوتے۔"

ایک غیر ملکی نے غراہٹ سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور پھر ظاہر ہے ان سب کو اپنی گنیں پھینک کر ہاتھ بلند کر دینے

پڑے۔ ہوا بھی یہی بلیک زیرو کے اشارے پر فوجیوں نے گنیں پھینک کر ہاتھ سر سے بلند کر دیئے۔

"اب کمرے میں چلو۔" غیر ملکی نے کہا۔ اور بلیک زیرو اندر داخل ہو گیا۔ فوجیوں نے بھی اس کی تقلید کی اور اس کمرے سے گزر کر وہ دوسرے کمرے میں آ گئے۔ پھر کمرے کی دیوار میں شگاف ہوتے ہی وہ اس ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں عمران مادام کے ساتھ پیش آنے والے واقعات اسکرین پر دیکھ رہا تھا۔ بلیک زیرو کو ہال میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کے ذہن میں چیونٹی سی رینگنے لگی۔ اب تک جتنے بھی کیسوں کو اس نے حل کیا ہے کسی میں بھی اس قسم کی سچویشن کا سامنا کرنا نہیں پڑا۔

یہاں تو ایکسٹو خود مادام کی گرفت میں پہنچ چکا تھا اس کے ساتھ تمام فوجی اور میجر بھی۔ عمران کو بازی پلٹی نظر آ رہی تھی اس کا پلان فیل ہو چکا تھا۔

کمرے میں موجود مادام نے ایکسٹو (بلیک زیرو) اور فوجیوں کو داخل ہوتے دیکھ کر اپنی مخصوص آواز میں قہقہہ لگا کر بولی۔

"جیگر" مادام بغور بلیک زیرو کو دیکھ رہی تھی جو پروقار انداز میں ہاتھ اٹھائے کھڑا تھا۔

"یس مادام؟" ایک غیر ملکی آگے بڑھ کر بولا۔

"ان سب کو کرسیوں پر بٹھا دو۔"

"او کے مادام۔" جیگر نے کہا پھر ذرا سی دیر بعد ایکسٹو

اور میجر سمیت تمام فوجی عمران کی طرح کرسیوں سے جکڑ دیے گئے۔

لیکن بلیک زیرو کی تیز نظریں کرسی کے پشت پر لگے ہوئے ایک انتہائی غور سے بٹن کو دیکھ چکی تھیں۔ مگر اس نے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ خاموشی کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور باریک تاروں نے چاروں طرف سے نکل کر اسے کرسی سے جکڑ دیا۔ اب یہ بات الگ تھی کہ اس کے ہاتھ آزاد تھے۔ نہ جانے وہاں یہ سسٹم کیوں رکھا گیا تھا۔ اس کے کیا جتنے کرسی سے بندھے ہوئے تھے تمام کے ہاتھ آزاد تھے۔

عمران نے بلیک زیرو کو آنکھوں آنکھوں میں کچھ اشارہ کیا اور بلیک زیرو اس کو آنکھوں کے ذریعے غیر محسوس طریقے سے یہ بتانے میں کہ کرسی کی پشت پر اوپر کی طرف ایک بٹن لگا ہوا ہے عمران نے لمبی سانس لے کر سر کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ اور اگلے ہی لمحے وہ بٹن کو دیکھ چکا تھا۔۔

پانچوں غیر ملکی اپنی گنوں کا رخ ان کی طرف کیے کھڑے تھے۔ ایک قطار میں فوجی میجر ایکسٹو اور عمران کرسیوں سے جکڑے بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے مادام کھڑی تھی۔ دائیں طرف غیر ملکی کھڑے تھے۔ عمران اور ایکسٹو کے علاوہ تمام فوجیوں اور میجر جلال کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچ رہی تھی۔ اور آنکھوں میں الجھنیں تیر رہی تھیں

"میرا مشن تکمیل کے آخری مراحل میں داخل ہو۔ چاہے مسٹر عمران" مادام نے ایک بھیانک قہقہہ مار کر عمران کو مخاطب کیا

"پھر کیا چاہتی ہو" عمران نے سپاٹ آواز میں پوچھا

"تمہاری آخری خواہش" مادام نے استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا اپنا چہرہ دکھاؤ گی۔؟" عمران نے اچانک کہا۔

"یہ ناممکن سی خواہش ہے عمران۔" ہاں میں تمہارے موت کا حکم ضرور دے سکتی ہوں، جیکر ایکسٹو کے علاوہ سب کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دو۔

مادام نے عمران سے کہا آخری جملہ اس نے غیر ملکی (جس کا نام جیکر تھا) کو مخاطب کر کے کہا۔

مادام کا حکم سنتے ہی انھوں نے اپنی اپنی گنوں کا رخ فوجیوں اور عمران کی طرف کر دیا۔

اگلے ہی لمحے ہال فلک شگاف چیخوں سے گونجنے لگا۔

صفدر نے اسکرین پر ایکسٹو کو دیکھ کر تنویر کی طرف دیکھا۔

اور اسٹین گنوں پر اس کی گرفت مضبوط ہوگئی ایکسٹو اپنے ہاتھ بلند کیے فوجیوں اور میجر کے ساتھ ہال میں پہنچ گیا پھر جب اس کو کرسی پر بٹھایا گیا تو صفدر پھرتی کے ساتھ اس دروازے کی طرف بڑھا۔ جو دوسرے کمرے کا تھا۔ تنویر نے بھی اس کی تقلید کی اس کمرے سے نکل کر وہ دوسرے کمرے میں آ گئے۔ مگر صفدر اس کی کمرے میں بھی نہ رکا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تنویر اس کے ساتھ تھا۔

صفدر کے جسم میں بجلیاں سی بھر گئیں تھیں کچھ یہی حال تنویر کا تھا۔ ایکسٹو کو مادام کی گرفت میں دیکھ کر ان کو اپنے آپ پر قابو پانا مشکل ہوگیا تھا۔

دروازے سے نکل کر ان کے سامنے چھوٹی سی گلی آ گئی۔ جو بیس پچیس قدم سے زیادہ نہ تھی۔ گلی کے اختتام پر ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔

صفدر اور تنویر تقریباً دوڑتے ہوئے دروازے تک پہنچے اور پلک جھپکنے کی دیر میں وہ دروازے کی دوسری طرف تھے اب ان کے سامنے ایک دیوار تھی۔ صفدر کے ہاتھ مارتے ہی دیوار درمیان سے شق ہوگی۔

دیوار کے شق ہوتے ہی روشنی کا تیز ریلا صفدر اور تنویر کے وجود کو روشن کر گیا۔ مگر دوسری طرف منظر دیکھ کر ان کی آنکھوں

میں خون اتر آیا۔ وہ اس وقت ہال کی ایک دیوار کے سامنے کھڑے تھے۔

ہال کے اندر پانچ غیر ملکی عمران (جو کہ اس وقت غیر ملکی کے میک اپ میں تھا۔ مگر صفدر اور تنویر اس کی آنکھوں کی وجہ سے پہچان گئے) کو فوجیوں سمیت اپنی گنوں کے زد پر لیے ہوئے تھے۔

ان کے تیور خطرناک دیکھ کر صفدر کے ہاتھ سیفٹی کیچ پر جم گئے مادام کھڑی تھی ہال میں موجود لوگوں کی پشتیں صفدر اور تنویر کی طرف تھیں۔ البتہ غیر ملکیوں کے چہرے اسی طرف تھے۔ جس طرف صفدر اور تنویر کھڑے تھے۔

اس لیے ان کے ہاتھ سیفٹی کیچ کھینچتے کھینچتے رک گئے۔

صفدر اور تنویر نے اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور اپنی گنوں کا رخ غیر ملکیوں کی طرف کر کے سیفٹی کیچ کھینچ لیے۔

اور ہال غیر ملکیوں کے فلک شگاف قہقہوں سے گونج اٹھا مادام کے علاوہ ہال میں موجود تمام افراد نے گردنیں گھما گھما کر صفدر اور تنویر کو دیکھا۔ اور ان دونوں کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ البتہ بلیک زیرو کی مسکراہٹ نقاب کی وجہ سے کوئی نہ دیکھ سکا۔ صفدر نے گن کا رخ مادام کی طرف کر دیا۔ جو ان دونوں کو موت کے فرشتے کی طرح نازل ہوتے دیکھ کر بوکھلا گئی تھی۔

"مادام اب براہ کرم اپنے ہاتھ بلند کر لیں"

صفدر نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔ اور مادام نے حالات

کی سنگینی کے پیش نظر اپنے ہاتھ بلند کر لیے۔ جب کہ عمران نے پھرتی کے ساتھ اپنے دائیں ہاتھ کو۔ پشت کی جانب موڑ کر بٹن دبا دیا۔ حالانکہ ایسا کرتے وقت اسے کافی تکلیف ہوئی ہاتھ کمان کی طرح مڑ کر رہ گیا تھا۔

مگر عمران کو کیا پرواہ ہوسکتی تھی۔ اس نے آزاد ہو کر سب کو آزاد کر دیا۔ جب کہ بلیک زیرو خود آزاد ہوا۔

"میجر جلال۔ عمران نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"آپ کی تعریف" میجر نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میجر تہہ خانے میں موجود تمام لوگوں کو گرفتار کر لو"۔

عمران کی بجائے بلیک زیرو غرایا۔

"بہت بہتر جناب"

میجر نے کہا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر باہر نکل گیا۔ عمران نے تنویر کو ان سے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔ اور تنویر میجر کے پیچھے ہال سے باہر نکل گیا۔

صفدر نے ان لوگوں کو دیکھنے کی بجائے اپنی توجہ مادام پر مرکوز رکھی تھی جو ہاتھ بلند کیے کھڑی تھی۔ عمران مادام کے قریب کھڑا ہو گیا۔ جب کہ بلیک زیرو عمران کے اشارے پر باہر چلا گیا۔ اب صفدر اور عمران رہ گئے تھے۔

"کیا اب بھی نقاب کشائی نہیں کراؤ گی۔ مادام"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا اگر میرے تمام ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں میرا مشن

تباہ ہو چکا ہے۔ میرا کچھ نہیں بگڑ سکتا عمران۔ مادام نے اپنی مخصوص آواز میں کہا۔ عمران چونک پڑا۔

"میں تمہارے کان، ناک، اور آنکھ دارلحکومت کی میوزیم میں سجاؤں گا۔ کالی بطخ۔

عمران نے کہا لہجے میں سفاکی اور درندگی پوشیدہ تھی۔

"میں نے کبھی ہار نہیں مانی یہ وقت کی بات ہے ادھر دیکھو"

مادام نے عمران کو مخاطب کر کے ایک طرف اشارہ کیا۔ عمران نے اس طرف دیکھا جدھر مادام نے اشارہ کیا تھا۔

ہال کی دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑا ٹب رکھا ہوا تھا جو آدھا پانی سے لبریز تھا۔

عمران کی آنکھوں میں پانی دیکھ کر حیرت نظر آئی پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھے پلک جھپکنے کی دیر میں مادام اپنی جگہ سے اچھلی صفدر نے سیفٹی کیچ کھینچ لیا۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ مادام شعاعوں کی زد میں نہ آ سکی۔ اور اڑتی ہوئی پانی کے ٹب میں جا پڑی۔ عمران نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔ اور پلک جھپکنے کی دیر میں وہ ٹب کے قریب تھا۔ مگر اس کو یہ دیکھ کر اتنی حیرت جتنی کہ زندگی میں کبھی نہیں ہوئی۔ مادام ٹب کے پانی سے گری۔ اور ٹب سے دھواں اٹھنے لگا۔ تین سیکنڈ کے اندر دھواں ختم ہو گیا اور حیرت انگیز طور پر پانی بڑھنا شروع ہو گیا۔ پھر ذرا سی دیر میں پانی سے ٹب لبالب بھر گیا۔

عمران نے مایوسی سے ہاتھ جھاڑے۔ اور پانی میں ہاتھ ڈال

دیا۔ لیکن پھرتی کے ساتھ ہاتھ باہر نکال لیا۔ وجہ یہ تھی کہ پانی انتہا سے زیادہ گرم تھا۔ اور مادام پانی میں اس طرح غائب ہو چکی تھی جیسے وہ نمک کا ڈھیلا ہو۔ اور پانی میں تحلیل ہو گیا ہو۔ صفدر کی آنکھوں الجھنیں تیرنے لگیں۔

"نکل گئی کمبخت"۔ عمران نے صفدر سے کہا۔

"کمال ہے یہ تو بہت بڑی ہنر مند نکلی"۔ صفدر نے سرگوشی کرنے کے انداز میں کہا"

کیوں کیا شادی کرنے کا ارادہ تھا۔ عمران کا چرخہ چالو ہونے لگا۔ "اوہ ـــ وہ دیکھئے میز پر"۔ صفدر نے اچانک کہا اور عمران نے میز پر پڑے ہوئے لفافے کو اٹھا لیا۔ لفافے کے اوپر ہی مادام (ہے لی نا) کے الفاظ درج تھے۔ عمران نے اس لفافے کو جیب میں رکھا۔

اسی وقت میجر جلال اندر داخل ہوا۔ اور اس نے تمام لوگوں کے گرفتار ہونے کی اطلاع دے دی۔ عمران نے صفدر کی طرف دیکھا جواب بھی ٹب کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس میں سے مادام نکل آئے گی۔

"اے اب جلو نا واپس نہیں آئے گی"۔ عمران نے صفدر سے کہا۔ اور صفدر مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ہال سے باہر تھے۔

دوسرے دن عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ عمران کی ہدایت پر تفصیل سننے آئے تھے۔ ان میں صفدر خاور تنویر، جولیا۔ نعمانی۔ صدیقی، چوہان شامل تھے۔

عمران نے تمام مجرموں کو میجر جلال کے حوالے کر دیا تھا۔ مجرموں کی کوٹھی اور تہہ خانے کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ تنویر سے عمران پوچھ چکا تھا کہ وہ وہاں کیسے پہنچا۔ یعنی اسٹریٹ کی کوٹھی نمبر ۹۷۰ کے تہہ خانے میں اس کی رسائی کس طرح ہو گئی۔ تو تنویر نے عمران کو غیر ملکیوں کے تعاقب سے لے کر وہاں تک پہنچنے کی تفصیل سنا دی تھی۔ اب عمران خاور کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں تو تم کو صفدر نے تہہ خانے کے خفیہ راستے پر کھڑا کیا تھا۔ پھر تم نے کیا کیا۔؟" عمران نے الو کی طرح دیدے نچاتے

ہوئے خاور سے پوچھا۔ خاور مسکرانے لگا۔

"میں اس جگہ کھڑا رہا کل تو غیر ملکی اس راستے پر آئے مگر ......"

"تمہاری گن نے ان کو راکھ کی ڈھیر میں تبدیل کر دیا کیوں ہے نا یہی بات ؟"

عمران نے اس کی بات کاٹ کر جلدی سے کہا آخر میں اس کا لہجہ سوالیہ ہوگیا تھا۔

"جی ہاں "... خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر مزید بولا۔

"وہ عمران صاحب ریون کلب میں آپ کا دوست جو قتل ہوا تھا ....."

"ہاں۔ وہ میرا دوست نہیں بلکہ خفیہ پولیس کا آدمی تھا جو لر سلطان کی وساطت سے مجھے ملا تھا۔ اور اس نے ملک میں ہونے والے واقعات کے بارے میں کچھ مواد دیا تھا۔ پھر میرے ہی حکم پر وہ ریون کلب میں رہ کر مجرموں کے متعلق معلومات اکٹھی کرنے لگا۔ لیکن اس کو قتل کر دیا گیا۔ اسے قتل کیوں کیا گیا ؟ یہ مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔ میرا خیال ہے کہ وہ مجرموں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور اس نے کوئی ایسی بات معلوم کر لی تھی جو مجرموں کو تختہ دار پر جلدی پہنچا دیتی۔ اس لیے اس کو خاموش کر دیا گیا۔"

عمران یہ کہہ کر خاموش ہوگیا۔

"اچھا وہ ایکسٹو نے بت کو توڑا تو کیا نکلا عمران صاحب۔"

صفدر بولا۔

"نکلنا کیا تھا الیکٹرک تار کے گچھے نکلے۔ مادام (ڈیہے لی نا) جس ہال میں ہم بندھے تھے اسی ہال سے بت کے ذریعے اپنے ماتحتوں کو کنٹرول کرتا تھا۔ بت کی آنکھوں میں جو بلب لگے ہوئے تھے وہ ٹیلی وژن آئی لینس کا کام دیتے تھے۔ جن کے ذریعے اسکرین پر وہ اپنے ماتحتوں کو دیکھتی تھی۔ اور آنکھ کے اندر ہی دو انتہائی چھوٹے چھوٹے بلب تھے۔ جن کے ذریعے وہ آدمی ٹرانس میں لے کر سب کچھ اگلوا لیتی تھی۔ تم کو معلوم ہے کرنل افتخار قتل کر دیا گیا تھا۔ اس کو ایک لڑکی نے قتل کیا تھا۔ وہ لڑکی بھی ہپناٹزم کے ذریعے کام کر رہی تھی۔ اور دوسری لڑکیاں جو تہہ خانے سے برآمد ہوئیں۔ اور جن کی تعداد پندرہ کے قریب ہے۔ پاکیشیا کے مختلف شہروں سے اغوا کی گئیں تھیں۔ اب ان کو ان کے گھروں تک پہنچا دیا جائے گا۔ مگر افتخار کو قتل کرنے والی لڑکی نہ ملی اس بات کے لیے فگیکر سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے اگل دیا کہ مادام نے ریزون کے ذریعے راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا۔

وہ پہلے لڑکیوں کو برہنہ کر کے ان کی تصاویر آٹو میٹک کرے سے لے کر ان کو دھمکیاں بھی دیتی تھی۔"

عمران یہ کہہ کر خاموش ہوگیا۔ کمرے میں ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"وزارت خارجہ سے چوری ہونے والی فائلیں۔" خاور نے پوچھا۔

"وہ بھی ایک خفیہ الماری سے مل گئیں۔ ان کے ساتھ ایکس۔ ٹھری کی فائل بھی مل گئی" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور خاور کوئی نیا سوال سوچنے لگا۔

"اچھا وہ اسلحہ جو تہہ خانے سے ملا" صفدر نے کہا۔

"وہ چوری چھپے ملک میں لایا جا رہا تھا۔ یعنی اسمگلنگ" عمران نے جواب دیا۔

"اور وہ کاریں پھٹنے کا سسٹم کیا تھا جناب"؟ اس مرتبہ جوہان بولا۔

"ہاں وہ کار کے اندر جدید قسم کے بم لگا دیئے جاتے تھے اور کنکشن ڈیش بورڈ کے برابر بٹن میں کر دیا گیا تھا۔ اس کی وجہ صرف تھی کہ مادام نہیں چاہتی تھی کہ اس کا کوئی ماتحت ہمارے گرفت میں آئے اس لیے اس نے خطرے کے وقت سب کو ہی بٹن پش کرنے کی ہدایات کی تھیں۔ مگر کسی کو معلوم نہ تھا کہ بٹن پش کرنے سے کیا ہوتا تھا۔

عمران نے کہا اس کے چہرے پر سنجیدگی کا غلاف چڑھ چکا تھا۔

"یعنی وہ صرف یہ سمجھ کر کہ ہم کو تعاقب سے چھٹکارا مل جائے گا بٹن پش کر دیتے تھے" نعمانی نے کہا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جو لیا کلب کو اڑانے کے ذمہ دار وہی لوگ تھے یعنی مادام اور اس کے ساتھی" عمران نے کہا اس کے لہجے میں درد تھا شاید اسے ہلاک شدگان یاد آ گئے تھے۔

"وہ عمران صاحب وہ لفافہ تو نکالیئے" اچانک صفدر نے کسی خیال

کے تحت چونک کر عمران سے کہا۔

اوہ ہاں عمران نے کہا اور اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ لفافہ نکال کر تہہ شدہ پرچے کو کھول کر دیکھنے لگا۔

"سنایئے جناب" نعمانی نے عمران سے کہا۔ اور عمران نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

پھر پرچے پر تحریر شدہ تحریر کچھ اس طرح تھی۔

....

مسٹر عمران:۔

میں جا رہی ہوں تم یہ مت سمجھنا کہ میں ڈر کر فرار ہو رہی ہوں، نہیں بلکہ وقت کا تقاضہ یہی تھا کہ میں فرار ہو جاؤں۔ اور یہ سُن لو کہ میں یہاں پھر آؤں گی۔ اور تم سے اپنے ساتھیوں کا انتقام لوں گی۔ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میرے جسم میں ایسا سیال انجکیٹ کر دیا گیا ہے جو دماغ کی لہروں کے ذریعے کام کرتا ہے میں نے تم کو اس کی خاصیت نہیں بتائی تھی تو سنو اس کی خاصیت یہ ہے کہ اگر میں پانی میں اتر جاؤں تو پانی کا جز ہی بن جاؤں گی۔ اور پانی میں ہی تحلیل ہو جاؤں گی۔ میرا انتظار کرنا میں ضرور آؤں گی۔

فقط تمہاری جانی دشمن رہے لی نا)

عمران نے پرچہ پڑھ کر جیب میں رکھ لیا۔ اور ممبروں کی

طرف دیکھنے لگا۔

"کیا خیال ہے اگر وہ اس مرتبہ آئے تو کیا ترکیب لڑائی جائے جو وہ گرفت میں آ جائے۔

خاور نے الجھن زدہ نظروں سے صفدر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"عمران صاحب کی ریڈی میڈ کھوپڑی کس دن کام آئے گی"

صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے۔ عمران نے کہا۔

"کیا ترکیب ہے جناب" چوہان نے جلدی سے کہا۔

"سنو اس مرتبہ آکر دہے لی نا) یہاں آئی تو اس کو بٹھا کر یعنی بھگا کر ریگستان کی طرف لے جاؤں گا۔ پھر تم پیچھے سے آکر اسے گرفتار کر لینا۔ وہاں اس کو پانی ملے گا ہی نہیں" وہ تحلیل کس چیز میں ہو گی کیوں جو لیا۔" عمران نے سنجیدگی سے بھرپور لہجے میں کہا۔ تمام ممبروں کے منہ حیرت سے کھلے اور پھر بند ہو گئے۔ اور جب اصل بات انکی سمجھ میں آئی عمران کا فلیٹ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ عمران بڑی تیزی سے اپنے مریدو کو گردش دے رہا تھا۔

ختم شد